



لاہور

ہفت روزہ

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

سلسل اشاعت کا
35 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

24 ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ 1447ھ / 12 تا 18 مئی 2026ء

اس شمارے میں

حج کا فلسفہ

اسلامی فلسفہ زندگی اور اسلامی قانون و احکام دنیا کے لیے نعت غیر مترقبہ ہیں، جنہیں اپنا کر دنیا کے تمام غموں سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے اور صرف آخرت ہی نہیں، اس زندگی کو بھی قابل رشک بنا یا جاسکتا ہے۔ قرآن و سنت سے دوری کی وجہ سے صرف مسلمان ہی اس کی خیر و برکت سے محروم نہیں ہوئے بلکہ پوری انسانیت اس چشمہ حیات کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئی، حج کی صورت میں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع مقرر ہوا تاکہ دوردراز کے مسلمان، عوام و خواص مختلف رنگوں، نسلوں، زبانوں کے بولنے والے، مختلف الانواع تہذیب و ثقافت، تمدن کے حامل، مگر ایک دین کے پیروکار اس عالمی اجتماع میں ایک دوسرے سے ملیں۔ باہمی تعارف ہو، ایک دوسرے کے مسائل و مشکلات سے آگاہ ہوں اور یہی ان کا بین الاقوامی مرکز قرار پائے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں اتحاد، یقین اور نظم کے فوائد نہ صرف امت مسلمہ کے لیے بلکہ تمام دنیا کے لیے پہنچاں ہیں۔ اس سے یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاج عالم کے انوار کی تیرات ہفتی ہے مگر ہم پر ایسے اندھے و بہرے حکمران اور شیطانی سامنے مسلط ہیں، جن سے ہم ان انوار و برکات سے خود ہی محروم ہیں، دوسروں کو کیا دیں گے۔ آج اُمت کہاں اور کس حال میں ہے۔ ہمارے حاکم ہمارے خادم ہیں یا متحدہ.....؟ دور و نزدیک سے عوام کی آواز یا اختیار لوگوں تک پہنچتی ہے یا راہوں میں ہی پھنکتی ہے.....؟ مظلوم کی ہر سطح پر دادرسی ہو رہی ہے یا ظالم کو تحفظ اور مظلوم کو دھتکارا جاتا ہے.....؟ آج مسلمانوں پر آمریت، ملوکیت اور جمہوری قباہ میں شبہناہیبت کی بدترین شیطانی قوتیں مسلط ہیں۔ یہ ہمارا نظام ملوکیت ہے جو سامراج کے نسلی جدی پشتی غلاموں نے ہم پر مسلط کر رکھا ہے۔ یہ ان کے لیے غلام جبکہ عوام کے لیے بادشاہ بنے بیٹھے ہیں۔ دعا کیجئے کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی ہمارے جیتے جی قائم ہو جائے اور دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو اور حج و دیگر احکام شرع کے نتائج و ثمرات سے عوام کی قسمت چمک اٹھے اور رنجیدہ چہروں پر خوشی کے انوار و رونق نمودار ہو۔

مفتی عبدالقیوم خان
فلسفہ حج و قربانی

جنگ کا منتظم یا ہو ہی ہے!

زوال اُمت کی حقیقی وجہ:
جہاد سے دوری

گلوبل صمو و فلوئڈا 3

تزکیہ نفس

سوشل میڈیا کا سانپ

سمندری کھیل جاری ہیں!

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!



قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا
انعام اور نہ کرنے والوں کا انجام

الهدى
1182

آیت: 7: 93

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ لُقَمَانَ

وَإِذَا تَلَىٰ عَلَيْهِ الْإِنشَاءَ وَلِي مُسْتَكْبِرًا ۖ كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشَّرَهُ
بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾
خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾

آیت 7: ﴿وَإِذَا تَلَىٰ عَلَيْهِ الْإِنشَاءَ وَلِي مُسْتَكْبِرًا﴾ ”جب اسے سنائی جاتی ہیں ہماری آیات تو وہ پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے استکبار کرتے ہوئے“

﴿كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا﴾ ”جیسے کہ اُس نے انہیں سنا ہی نہیں، گویا اُس کے کانوں میں بوجھ ہے۔“
گویا وہ بہرا ہے اور جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے اُسے سنایا ہے اُس نے وہ سنا ہی نہیں۔

﴿فَبَشَّرَهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ ”تو (اے نبی ﷺ!) آپ اُس شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجیے۔“
تاویل خاص کے اعتبار سے دونوں آیات مذکورہ شخص نصر بن حارث جو رؤسائے کفار میں سے تھا، کے بارے میں ہیں اور ان میں عذاب کے حوالے سے اسی کا ذکر ہے۔ (اس نے مسلمانوں کو دین سے گمراہ کرنے کے لیے ایک گانے اور ناچنے والی لونڈی خریدی تھی۔)

آیت 8: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ﴾ ”یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے اُن کے لیے نعمتوں بھرے باغات ہیں۔“

آیت 9: ﴿خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ”وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو سچا ہے۔ اور وہ زبردست ہے حکمت والا۔“



حلال روزی مکانات فرض میں سے ہے



عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ)) (رواه البيهقي في شعب الایمان)
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”حلال روزی حاصل کرنے کی فکر و کوشش (دیگر) فرض کے بعد فریضہ ہے۔“

تشریح: اکثر شارحین نے حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ اسلام کے اولین اور بنیادی ارکان و فرائض ہیں۔ ان کی ادائیگی پر بندہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ البتہ درجہ اور مرتبہ میں ان کے بعد حلال روزی حاصل کرنے کی فکر اور کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے۔ اور اس میں مشغول ہونا عین عبادت اور موجب ثواب ہے۔

نوائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیائیں ہو پھر استوار
لاگئیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب جگر

تنظیم اسلامی ترجمان نظام خلافت کا لقب

بانی: اقتدار احمد مجوم

24 ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ 1447ھ جلد 35

12 تا 18 مئی 2026ء شمارہ 18

مدیر مسئول / حافظہ عارف سعید

مدیر / رضاء الحق

مجلس ادارت
• فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری
• وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد / طابع: رشید احمد چودھری
مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چیمک لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501-35834000 فیکس
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک800 روپے
بیرون پاکستانامریکہ: کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
اطلیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16,000 روپے)
ڈرافٹ: مئی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرت کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

جنگ کا منتظم یا ہو ہی ہے!

امریکہ اور ایران کے درمیان جاری سفارتی عمل نہایت نازک مگر فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ بظاہر دونوں اطراف سے کشیدگی اور مفاہمت کے متضاد عناصر بیک وقت کارفرما تھے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے مذاکرات کو ”مثبت“ قرار دیا اور اکثر دانشور حضرات و خواتین کی جیسے باجھیں ہی گھل گئیں۔ البتہ امریکی اور اُس سے بڑھ کر اسرائیلی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے کہتے رہے کہ یہ محض نظر کا دھوکہ ہے اور فریقین کے درمیان بد اعتمادی کی خلیج بدستور موجود ہے اور ہو بھی کیوں نہ؟ کم و بیش ایک صدی قبل جب یورپ کے امیر اور طاقتور ترین صیہونی خاندان یورپ کی پرتعیش زندگی کو خیر آباد کہہ کر عرب (فلسطین) کے ریگزار میں تل ابیب کا شہر بسانے آئے تھے اور اپنے ”روحانی“ اور ”تاریخی“ مشن کی بنیاد رکھی تھی تو یہ ایک بہت بڑی ”قربانی“ تھی۔ گزشتہ ایک صدی کے دوران صیہونیوں نے جس قدر قربانیاں دی ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب وہ اپنا ”خدائی“ مشن ترک کر دیں گے؟ بہر حال ایران کی جانب سے پاکستان کے توسط سے پیش کردہ چودہ نکاتی منصوبہ دراصل ایک جامع فریم ورک ہے، جس کا مقصد عارضی جنگ بندی کو ایک پائیدار امن میں تبدیل کرنا ہے۔ اس منصوبے میں مرحلہ وار اقدامات کے ذریعے آبنائے ہرمزی بحالی، امریکی بحری ناکہ بندی کا خاتمہ، محدود سطح پر یورٹینیم افزودگی کی اجازت، اور بتدریج پابندیوں میں نرمی جیسے نکات شامل ہیں، جبکہ طویل المدتی سطح پر ایک وسیع علاقائی سیوریٹی نظام جس میں عرب ممالک بھی شامل ہوں گے، کے قیام کی تجویز بھی دی گئی ہے۔

دوسری جانب امریکہ نے ”پروجیکٹ فریڈم“ کے تحت آبنائے ہرمز میں پھنسے ہوئے جہازوں کو نکالنے کا اعلان کر کے طاقت کے استعمال کا عندیہ دیتے ہوئے سیزھی کے پہلے ہی قدم پر روایتی دھمکا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کے جواب میں ایران نے نہ صرف آبنائے ہرمز میں امریکی جہازوں کو نشانہ بنایا بلکہ متحدہ عرب امارات کی فیئرہ بندرگاہ پر حملہ کر کے تیل کی ترسیل کے متبادل راستوں و منصوبوں کو ایک zero sum game کھیل کر خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ایران کا یہ بھی دو ٹوک موقف ہے کہ وہ اپنے جوہری ڈھانچے کو ختم نہیں کرے گا، اس تنازع کے بنیادی اختلاف کو نمایاں کرتا ہے، جبکہ امریکی قیادت کی جانب سے ممکنہ فوجی کارروائی کے اشارے صورت حال کی نزاکت کو مزید بڑھاتے ہیں۔ ایرانی قیادت نے بھی واضح کیا ہے کہ امریکہ کے سامنے اب دو ہی راستے ہیں: یا تو ایک مشکل اور غیر یقینی جنگ، یا ایک ایسا معاہدہ جو شاید اس کی تمام شرائط پر پورا نہ اترے۔ اس تمام تناظر میں پاکستان کا ثالثی کردار قابل ذکر ہے، جس نے فریقین کے درمیان رابطے کو ممکن بنایا، اگرچہ ایران کی جانب سے امریکی نیت پر شکوک و شبہات اس عمل کی پیچیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ صورت حال اس امر کی عکاسی کرتی ہے کہ اگر چہ امن کے لیے ایک قابل عمل خاکہ موجود ہے، تاہم اس کے عملی نفاذ کا انحصار فریقین کی سیاسی بصیرت، باہمی اعتماد کی بحالی، حقیقی معنوں

میں مفاہمت پر آمادگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امریکہ کے آقا اسرائیل کے رضامند ہونے پر ہے، جو ہمارے نزدیک ممکن نہیں۔ اسرائیل تو پوری دنیا میں آگ اور خون کا کھیل کھیلتا چاہتا ہے۔ اس کی تالمودی تعلیمات یہی ہیں! ایران کی حکمت عملی کا باریک بینی سے تجزیہ کیا جائے تو پہلا نمایاں پہلو یہ سامنے آتا ہے کہ وہ ”عارضی جنگ بندی“ کے بجائے اس کے ”مکمل خاتمے“ پر زور دیتا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ امریکہ اور اسرائیل دونوں سے عدم جارحیت کی ضمانت چاہتا ہے، جبکہ خود بھی حملے روکنے کی پیشکش کرتا ہے۔ ساتھ ہی آبنائے ہرمز کی بحالی، امریکی بحری ناکہ بندی کا خاتمہ، اور خطے سے امریکی افواج کی واپسی جیسے مطالبات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ایران محض دفاعی نہیں بلکہ اسٹریٹجک برتری کو مستحکم کرنا چاہتا ہے۔

دوسرے مرحلے میں ایران نے نہایت محتاط توازن اختیار کیا ہے: وہ محدود سطح (3.6 فیصد) تک یورینیم افزودگی جاری رکھنے کا حق برقرار رکھنا چاہتا ہے، مگر ساتھ ہی پابندیوں کے خاتمے، محمد اثا ثوں کی واپسی اور اقتصادی بحالی کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایران اس معاہدے کو صرف سیکیورٹی نہیں بلکہ اقتصادی نجات کے ایک موقع کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ تاہم یہی نکتہ امریکہ کے لیے سب سے بڑا اختلافی پہلو ہے، کیونکہ واشنگٹن ایران کے جوہری پروگرام کو مکمل طور پر محدود یا ختم کرنا چاہتا ہے۔

تیسرے مرحلے میں ایران کا وژن مزید وسیع ہو جاتا ہے، جہاں وہ عرب ممالک کے ساتھ ایک نئے علاقائی سیکیورٹی نظام کی تشکیل کی بات کرتا ہے۔ یہ دراصل مشرق وسطیٰ میں طاقت کے توازن کو از سر نو ترتیب دینے کی کوشش ہے، جس میں ایران خود کو ایک مرکزی اور جازم فریق کے طور پر متوانا چاہتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ڈونلڈ ٹرمپ (یعنی یا ہو کا غلام) اس منصوبے کو قبول کرے گا؟ شواہد اس کے برعکس اشارہ دیتے ہیں۔ ٹرمپ نے نہ صرف اس منصوبے پر شکوک کا اظہار کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ اسے ”قابل قبول تصور نہیں کرتا“؛ خصوصاً اس لیے کہ ایران نے اپنے جوہری پروگرام سے دستبرداری پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ مزید برآں، امریکہ کی بنیادی ترجیح آبنائے ہرمز پر کنٹرول اور ایران کی جوہری صلاحیت کا خاتمہ ہے، جبکہ ایران ان دونوں معاملات میں پسپائی کے لیے تیار نہیں۔ اس تناظر میں یہ کہنا زیادہ قرین قیاس ہے کہ کسی پائیدار امن کا معاہدہ ہونے کا امکان تقریباً صفر ہے۔

اگر فرض کیا جائے کہ کسی حد تک یہ معاہدہ طے پا جاتا ہے، تو اسرائیل کا رد عمل غالباً سخت اور تشویش پر مبنی ہوگا۔ اسرائیل کی سیکیورٹی پالیسی کی بنیاد ہی ایران کو ایک وجودی خطرہ تصور کرنے پر قائم ہے۔ ایسے میں اگر ایران کو جوہری پروگرام جاری رکھنے، پابندیوں سے نجات حاصل کرنے، اور علاقائی سطح پر بطور طاقت تسلیم کیے جانے کا موقع ملتا ہے، تو یہ اسرائیل کے لیے اسٹریٹجک دھچکا ہوگا۔ اسرائیل ممکنہ طور پر یا تو امریکہ پر مزید دباؤ ڈالے گا، یا خود یکطرفہ کارروائیوں کا راستہ اختیار کر سکتا ہے کیونکہ صہیونیوں کے لیے گریٹر اسرائیل کا منصوبہ اس قدر عزیز ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں، امریکہ کی کیا حیثیت!

یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایران بہانہ اور پاکستان اصل نشانہ ہے لہذا اسرائیل کو جنگ بندی اور امن معاہدوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امریکہ، اسرائیل کی ایران کے خلاف جنگ نے فلسطین، غزہ اور مسجد اقصیٰ کے معاملے کو خبروں میں پیچھے دھکیل دیا ہے جبکہ حقیقت میں آئے روز صہیونی آباد کار سرکاری سرپرستی میں مسجد اقصیٰ پر دھاوا بوتے ہیں اور اب تو یہ خبریں بھی سامنے آرہی ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے نیچے ”کھدائی“ کا کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے جو عالم اسلام کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ ہمارے ایمان، تاریخ اور اجتماعی شناخت کا اہم ستون ہے۔ لہذا مسجد اقصیٰ کے نیچے کھدائی کی مصدقہ اطلاعات کا اثر محض عمارت کے نقصان (خدا نخواستہ) تک محدود نہیں رہتا بلکہ صہیونیوں کی یہ مذموم حرکت پوری امت مسلمہ کی جذباتی اور روحانی فضا کو متاثر کرتی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ لمحہ غفلت کا نہیں، بلکہ اس ابلہ سی منصوبے کو روکنے کے لیے منظم عملی ذمہ داری کا ہے۔ ہمیں مسجد اقصیٰ کے تحفظ کے ساتھ محض جذباتی وابستگی ہی نہیں منظم عملی طرز عمل اپنانا ہوگا جس میں وقت آنے پر ظالموں کے خلاف قتال بھی شامل ہوگا۔ ان شاء اللہ!

مملکت خداداد پاکستان کا حق و باطل کی اس کشاکش میں انتہائی اہم کردار ہے، آج بھی اور مستقبل کے خراسان میں بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مملکت کے ذمہ داران کو اس معاملے کی اہمیت کا صحیح ادراک عطا فرمائے اور مسلمانان پاکستان کو ”حزب اللہ“ (اللہ کی پارٹی) میں شامل فرمائے۔ آمین!



روال اہمیت کی حقیقی وجہ جہاد سے دوسری

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)



مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یکم مئی 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

آئی ہے۔ اللہ کا یہ فیصلہ آخرت میں تو صادر ہوگا ہی لیکن دنیا میں بھی ایک عذاب کی صورت میں نازل ہو سکتا ہے۔
زیر مطالعہ آیت فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی اور اس میں اہل ایمان کو مکہ کے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کی ترغیب دی گئی۔ اہل ایمان اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ ہجرت کر گئے لیکن مکہ مکرمہ میں اب بھی کسی کا والد موجود تھا، کسی کا بھائی، کسی کا کوئی اور قریبی رشتہ دار۔ اسی طرح زمین و جانیدار اور کاروبار و تجارت کے معاملات بھی تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی جانب سے واضح فیصلہ آ گیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہر چیز سے بالاتر ہے گا اور اللہ کی راہ میں جہاد میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی چاہیے، یہاں تک کہ ماں باپ، بیوی بچوں اور قریبی رشتہ داروں کی محبت بھی نہیں۔ یہ بہت بڑا امتحان تھا جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیاب ہوئے۔

یہ امتحان تمام اہل ایمان کے لیے بھی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جہاد کرنے میں دنیا کی کسی بھی چیز کی محبت رکاوٹ نہ بنے۔ یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ہی زندگی کا اولین مقصد ہو اور اس مشن کی محبت بیوی بچوں اور والدین سمیت ہر چیز سے بالاتر ہو۔ آج ہم بھی ہم اپنے دل میں یہ ترازو لگا کر دیکھیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورا اتر رہے ہیں؟ آج ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ کسی کے ماتھے پر نہیں لکھا ہوتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور نہ ہی کوئی سرٹیفکیٹ کسی کے پاس ہوتا ہے۔ یہ تو قلبی معاملہ ہے اور اس کا اظہار عمل میں ہوتا ہے۔

جہاد کا لفظ کبھی کبھی قتال کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن ہمیشہ اس کے معنی قتال نہیں ہوا کرتے۔ جہاد ایک وسیع اصطلاح ہے جس کا اصل مفہوم اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل جہاد کونسا ہے؟ فرمایا:

ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔“
پھر دوسری جگہ فرمایا:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاٰیْتَهُ خَاشِعًا مُّخَضَّبًا عَلٰی حَشِيَّةٍ الْمُوَطَّءِ﴾ (اعتراف: 21)
”اگر ہم اس قرآن کو اتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔“

آج ہمیں غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید کی آیات کا ہمارے دلوں پر کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہم

مرتب: ابو ابراہیم

کیسے مسلمان ہیں اور کیا دعویٰ ایمان ہے؟ سورۃ التوبہ کی زیر مطالعہ آیت کے متعلق ڈاکٹر اسرار احمد فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایک ترازو ہے جس میں بندہ اپنے دعویٰ ایمان کو تول سکتا ہے۔ اس ترازو کے ایک پلڑے پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد کی خواہش کو رکھے اور دوسرے میں اپنے بیوی بچوں، والدین، بھائی بہنوں، رشتہ داروں، تجارت، مال و دولت، مکانات و جائیداد کی محبت رکھے اور دیکھے کہ کونسا پلڑا بھاری ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد سے یہ سب چیزیں زیادہ عزیز ہیں تو پھر ہمیں اللہ کے فیصلے سے ڈرنا چاہیے کہ دنیا میں ہی کوئی مصیبت اور ذلت و رسوائی آنی پکڑے۔

یہاں پیش گوئی نہیں کی جا رہی بلکہ واضح طور پر رب کی طرف سے وارننگ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کر رہے تو پھر ہم پر ذلت و رسوائی آنی ہی

خطبہ، مسنونہ اور تلاوت آیات قرآنی کے بعد!
آج ہم ان شاء اللہ سورۃ التوبہ کی آیت 24 کا مطالعہ کریں گے۔ اس کے علاوہ یوم مزدور اور گلوبل صومو فلوشیا کے حوالے سے بھی کچھ گزارشات پیش کرنا مقصود ہیں۔ الدین النصیحة کے نبوی ارشاد کے تحت اہل اقتدار کو کچھ نصیحت کرنا بھی مقصود ہے کیونکہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حکمرانوں کو نصیحت کرنا ہمارے اسلاف کا بھی طرز عمل رہا ہے۔ قرآن مجید بھی ہم سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تقاضا کرتا ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت 24 میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاَخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ اٰقْتَرْتُمْ بِهَا وَاَنْفُسٌ تَخَافْتُمْ مِّنْ اَخْبَابِكُمْ فَسَادَهَا وَمَسَاكِيْنٌ تَرْتَضَوْنَ بِهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَوْبَتُهُمْ اَحْسَنُ اِلَى اللّٰهِ بِاَمْرٍ هٗ﴾

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں اور بیویوں کے لیے شوہر تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں (اگر یہ سب چیزیں تمہیں محبوب تر ہیں اللہ اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔“

قرآن مجید کا یہ مقام دلوں کو دہلا دینے والا ہے بشرطیکہ اس کی تلاوت بندہ سمجھ کر کرے اور دل میں ہدایت کی تڑپ اور طلب بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اٰمَنَّا بِالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا دُكِرَ اللّٰهُ وَجَلَّتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهُ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (الانفال)
”حقیقی مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو

((ان تجاهد نفسك في طاعة الله)) "اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا۔"

یعنی اپنے نفس کو اللہ کے احکامات کا تابع بنانا۔ یہ اولین کام ہے۔ اگر اپنے نفس اور اپنی خواہشات کو ہی اللہ کے تابع نہیں کرے گا تو پھر اللہ کی راہ میں کسی اور کے خلاف جہاد کیا کرے گا؟ اگر ہمارا ایمان ہمیں فخر کی نماز کے لیے کھڑا نہیں کر رہا تو باطل کے خلاف کیسے ہم کھڑے ہوں گے؟ اسی طرح نفس بندے کو اُکساتا ہے کہ رشوت لو، تھوڑا احرام کمالو، اچھا گھر بنا اور اچھی گاڑی لے لو، بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے، بیبیوں کے اعلیٰ رشتوں کے لیے تھوڑا سٹینش بڑھا لو اس کے بعد حج بھی کر لینا، عمرے بھی کر لینا اور حرام چھوڑ دینا۔ اسی دوران اگر موت آگئی تو بندہ آخرت میں اللہ کو کیا جواب دے گا کہ زندگی کس چیز کی محبت میں گزاری اور کس کی محبت میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے باغیانہ روش اختیار کی؟ البتہ اعلیٰ بنائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت دل میں ہے یا نہیں۔ اگر دنیا و مافیہا کی محبت پر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت غالب ہے تو یہی جہاد ہے۔ یعنی اللہ کی بندگی ہی جہاد ہے اور یہ جہاد پوری زندگی میں مطلوب ہے۔

ختم نبوت کے بعد اللہ کی بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا اس اُمت کی ذمہ داری ہے اور یہ اللہ کے دین کا تقاضا ہے۔ اس جدوجہد میں کہیں قتال کا مرحلہ بھی آ سکتا ہے۔ تاہم اس کی بھی شرائط ہیں۔ جہاں مقابلہ کلہ گوسلمناؤں سے ہوگا تو وہاں جان لینے کی بات نہیں کی جائے گی بلکہ جان دینے کی بات کی جائے گی۔ لیکن جہاں مقابلہ کفار اور مشرکین سے ہوگا تو وہاں قتال کے دوران اگر مقابلے میں بھائی یا باپ بھی ہوگا تو اس کی محبت اللہ کی راہ میں جہاد پر حاوی نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی دنیا کی کوئی اور محبت اللہ کی راہ میں جہاد میں رکاوٹ بنے، نہ کاروبار اور تجارت رکاوٹ بنے۔ دنیا کی یہ ساری محبتیں بھی امتحان ہیں، جن کے پاس زیادہ ہے ان کے لیے زیادہ بڑا امتحان ہے، جن کے پاس کم ہے، ان کے لیے کم امتحان ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرہ: 165)

"اور جو لوگ واقعتاً صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔"

ہمارا خالق و مالک، ہمارا رازق اللہ ہے، 70 ماؤں سے زیادہ بیار کرتا ہے، اُس کی رحمت کے 100 حصے ہیں، 99 حصے اپنے پاس رکھے ہیں جبکہ 1 حصہ مخلوق کو دیا ہے۔

ساری مخلوقات میں جتنی شفقت، محبت، مہودت، رحمت، نرمی وغیرہ دکھائی دے رہی ہے، یہ اسی ایک حصے کا ظہور ہے، اندازہ کیجئے کہ اللہ کی رحمت کا عالم کیا ہوگا؟ فرمایا:

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ (الرحمن)

"تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟"

بندہ اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو ہرگز شمار نہ کر پائے گا۔ اسی لیے سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ (نوح) "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟"

آج حکومت کہتی ہے کہ ہماری ایک ریڈ لائن ہے، ادارے کہتے ہیں کہ ہماری ایک ریڈ لائن ہے، سیاسی جماعتیں بھی یہی کہتی ہیں کہ ہماری فلاں ریڈ لائن ہے، سب کو اپنی ریڈ لائن کی فکر ہے، کیا اللہ کی ریڈ لائن کی بھی کسی کو فکر ہے؟ دنیا میں ہم جس سے محبت کرتے ہیں، اُس کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھاتے ہیں، جان تک قربان کرنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ سب سے بڑھ کر محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور اس محبت کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنا سب کچھ اللہ کے لیے وقف کر دے:

﴿قُلْ إِنِّي صَلَّاتِي وَمُنْسِي وَحُفِّي أَيْدِيَّ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الاحقاف)

"آپ کیسے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

تمام تر محنت اور جدوجہد اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ مطلوب اول اور مقصود اول اللہ کی ذات ہونی چاہیے۔ اللہ کے لیے سب کچھ کھپا دینے کی تڑپ ہونی چاہیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اسلام قبول کیا تو اُن کی والدہ نے بھوک ہڑتال کر دی۔ کہا اگر محمد (ﷺ) کا دین نہیں چھوڑے گا تو میں تادم مرگ کچھ نہیں کھاؤں گی۔ فرمایا: ماں! اگر تیری سوجائیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تب بھی میں محمد (ﷺ) کا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی محبت بھی ہر چیز پر غالب ہونی چاہیے۔ قرآن میں فرمایا: ﴿الَّذِينَ آوَىٰ إِلَىٰ بِلَدِهِمْ مِنْ آفْسِهِمْ﴾ (الاحزاب: 6) "یقیناً نبی کا حق مومنوں پر خود اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ہے"

ایک ترجمانی یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان کا اپنے وجود

پر جتنا اختیار ہے، اس سے بڑھ کر اختیار رسول اللہ ﷺ کا ہے، آپ ﷺ کے حکم پر اپنی زندگی کھپا دینا، اپنی جان قربان کر دینا ایمان کا حصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہی نہیں کہتے تھے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان۔ انہوں نے عملی طور پر یہ ثابت کر کے دکھایا۔ اپنی جان، اپنے والدین، اپنی بر محبت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کی۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر! جب تک تمہارے نزدیک میں تمہاری جان سے بڑھ کر محترم، عزیز، مقدم اور محبوب نہ ہو جاؤں تب تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ کس کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کتنی محبت ہے؟ اس کا پتا جہاد سے چلے گا۔ اگر کوئی واقعی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی جان، مال، اولاد، ماں باپ، کاروبار، رشتہ دار ہر چیز پر اللہ کی راہ میں جہاد کو ترجیح دے گا۔ فرمایا: ﴿وَلَا تَجْمَعُونَ إِلَّا وَأَنْفُسُكُمْ تُسْلَمُونَ﴾ (آل عمران) "اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔"

مرتے دم تک جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار رہے گا وہی اس امتحان میں کامیاب ہوگا۔ جامع ترمذی کی روایت ہے کہ مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے، اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ امتی وہ ہے جس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ یاد آئیں۔ آج ہم سب اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہمیں دیکھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ یاد آتے ہیں؟ کیا ہمارے اعمال اور ہمارے طرز عمل کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں؟ جہاد کا عمل ایک ایسا عمل ہے جس سے پتا چلے گا کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ جہاد ایک جامع اصطلاح ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے اس موضوع پر بہت سے خطابات بھی ہیں، کتابچے بھی ہیں۔ انہوں نے کچھ مغالطوں کو دور بھی کیا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر جنگ اور جہاد کو برا سمجھا لیا جاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، جہاد اللہ کے دین کے لیے جدوجہد کا نام ہے، اس کا آغاز اپنے نفس سے ہوتا ہے، پھر دوسروں کو دین کی دعوت دینا، اقامت دین کی جدوجہد میں شامل ہونا بھی جہاد ہے۔ اس جہاد کا اصل مقصد اللہ کے رسول ﷺ کے مشن میں حصہ لینا ہے جو کہ یہ تھا کہ:

﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ (الصف: 9)

"تا کہ غالب کر دے اس کو پورے نظام زندگی پر۔"

اس مشن میں ہمارا کتنا حصہ ہے، اس سے پتا چلے گا

کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہمیں کتنی محبت ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ فرماتا ہے کہ: ﴿فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ﴾ ”تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔“

جہاد میں اللہ کے رسول ﷺ کا خون تک طائف کی گلیوں میں بہا ہے، اُحد میں 70 پیارے صحابہ ﷺ کی جانیں گئی ہیں۔ آج ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہماری زندگی میں جہاد فی سبیل اللہ کا رخ نظر آتا ہے؟ آگے فرمایا:

﴿وَاللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾
”اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہِ یاب نہیں کرتا۔“

قرآن میں جا بجا ذکر ہے کہ ہدایت کن لوگوں کو باقی ہے۔ سورۃ العنکبوت کی آخری آیت میں فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: 69) ”اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے، ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔“

ہم جنت میں داخلے تک ہدایت کے محتاج ہیں لیکن یہ تب ملے گی جب ہم جہاد میں حصہ لیں گے۔ وسیع تر معنی میں اللہ کی بندگی کرنا، اللہ کی بندگی کی دعوت دینا اور اللہ کی بندگی پر مبنی نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا جہاد ہے۔ تنظیم اسلامی بھی اسی بات کی دعوت دیتی ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہٴ حیات ہے جو زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی گوشوں میں اپنا نفاذ چاہتا ہے۔ اپنی ذات پر اللہ کے دین کو نافذ کرنا، پھر دوسروں کو اس کی دعوت دینا اور پھر اجتماعی سطح پر دین کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرنا ہمارا مشن ہے۔ یہی اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کا مشن تھا۔ فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21) ”(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔“ آپ ﷺ کی 23 برس کی مسلسل محنت اور جدوجہد اسی مشن کے لیے تھی۔ آج ہم نے آپ ﷺ کی اس سب سے بڑی سنت کو چھوڑ دیا ہے، اسی وجہ سے ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرما بندہ دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

یوم مزدور

کیم مٹی کی چھٹی برسوں سے منائی جا رہی ہے۔ یورپ میں جب معیشت سرمایہ داروں کی مٹھی میں آگئی تو انہوں نے مزدوروں کا استحصال کرنا شروع کیا۔ اس ظلم

کے خلاف مزدور کھڑے ہوئے، کیم مٹی 1886ء کو خکا گو میں اُن پر گولیاں چلائی گئیں، بہت سے مزدوروں کا خون بہایا گیا۔ اسی دن کی یاد میں چھٹی منائی جاتی ہے۔ لیکن مزدور بے چارہ اس دن بھی استحصال کا شکار ہوتا ہے۔ وہ تو دہاڑی لگا کر رات کو گھر والوں کے لیے روٹی روزی مہیا کرتا ہے لیکن کیم مٹی کو اسی مزدور کے نام پر فیکٹریاں، کارخانے بند ہو جاتے ہیں اور مزدور بے چارہ اس دن اپنی دہاڑی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ مغرب سے ہماری مرعوبیت کا عالم ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں سردیاں جنوری میں شدت اختیار کرتی ہیں لیکن ہم مغرب سے مرعوب ہو کر دسمبر کے آخر میں بچوں کو سکول کی چھٹیاں دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ سلسلہ انگریزی دور سے چلا آیا ہے۔ کیم مٹی کی چھٹی بھی مغرب کی نقالی میں منائی جاتی ہے اور اس دن مزدور اپنی دہاڑی سے محروم ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ مزدور کو اُس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دینی چاہیے۔ یہاں تین تین چار چار مہینے تنخواہیں لیٹ کر دی جاتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے محنت کش کے ہاتھوں کو چوما تھا اور فرمایا تھا: ((الکاسب حبيب الله)) ”محنت کش اللہ کا دوست ہے۔“

اللہ کے رسول ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ قرآن میں فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: 107) ”اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔“

آپ ﷺ نے مزدوروں اور محنت کشوں کے لیے بھی تعلیم فرمائی۔ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سوال کرنے آیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کبھڑی میں دستہ لگا کر دیا اور فرمایا: جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔ اس طرح وہ شخص اپنا باعزت روزگار کمانے لگا۔ آپ ﷺ نے محنت کشوں کے حقوق کے حوالے سے خاص تلقین فرمائی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے جانوروں کے حقوق کا بھی خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔ صحیح حدیث ہے کہ ایک اونٹ اپنی گردن زمین پر رکھے ہوئے تھا، آپ ﷺ نے اُس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ اس پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کا تم قیامت کے دن جواب نہ دے سکو۔

اسلام اللہ کا دیا ہوا عادلانہ نظام ہے۔ اگر انسان نظام بنائے گا تو وہ کسی نہ کسی کا استحصال کرے گا، سرمایہ دار نظام بنائے گا تو وہ مزدور کا استحصال کرے گا، مزدور نظام

بنائے گا تو سرمایہ کار کا استحصال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جو سب کا خالق و مالک ہے، اُس کے بنائے ہوئے نظام میں ہر ایک کو انصاف ملتا ہے۔ اگر انسان اللہ کے نظام کو مانیں گے اور اس کو قائم کریں گے تو ہر طبقے کو انصاف ملے گا۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ مغرب کے معاشی نظام نے دنیا کو لائیکل مسائل سے دوچار کر دیا ہے، ہمارا فرض ہے کہ اسلام کے معاشی اصولوں کی روشنی میں ایک عادلانہ معاشی نظام قائم کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کریں۔ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے اور تاجپنا یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تم اب اپنے گھر میں بیٹھو، جب تک تم جوان تھے کما کر ریاست کو جزیہ دیتے تھے، اب ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمہاری کفالت کرے۔ یہ اسلامی نظام کی عمدہ مثالیں ہیں جن کو آج بھی مغرب فالو کر رہا ہے، اسکیڈنڈے نیوین ممالک میں آج بھی عمراء کے نام سے فلاحی قوانین نافذ ہیں۔ مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اس مثالی نظام کو چھوڑ کر مغرب کے استحصالی سرمایہ دارانہ نظام سے مرعوب ہوئے بیٹھے ہیں جس میں مزدور کے نام پر سرمایہ دار چھٹی مناتے ہیں اور مزدور بے چارہ اُس دن اپنی دہاڑی سے بھی جاتا ہے۔

گلوبل صومو دفلوٹا

صیہونی اپنے گریٹر اسرائیل کے منصوبے پر دھڑلے کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ ٹرمپ اس منصوبے میں صیہونیوں کا سہولت کار بنا ہوا ہے۔ کئی مسلم ممالک بورڈ آف پیس سائن کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور کئی ابراہیم کارڈ معاہدے کے تحت اسرائیل کو تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔ دوسری طرف صیہونی ریاست محصور اہل غزہ کی نسل کشی میں مصروف ہے۔ اہل غزہ کے پاس نہ گھر بچے ہیں، نہ ہسپتال اور نہ ہی کھانے پینے کا سامان بچا ہے۔ ان حالات میں گلوبل صومو دفلوٹا 3 کے نام سے 100 سے زائد کشتیاں امدادی سامان لے کر غزہ کی طرف رواں ہیں۔ ان میں 70 ممالک کے تقریباً 2500 سماجی کارکن شامل ہیں۔ لیکن اسرائیل نے تمام ترین الاقوامی قوانین کو پاؤں تلے روندتے ہوئے یونان کے قریب بین الاقوامی پانیوں میں اُن پر دھاوا بول دیا ہے۔ مسلم ممالک کو کب غیرت آئے گی۔ اگر گریٹو کا اتحاد بن سکتا ہے تو مسلم ممالک کا عسکری اتحاد کیوں نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلم ممالک کو جانے اور متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



اہل غزہ کی نسل کشی رکمانے میں جب اقوام متحدہ کا مہم کی و انسانی حقوق کی تنظیمیں اور مسلم ریاستیں بھی خاموش ہو گئیں تو گلوبل صمود فلویٹا کی صورت میں امام شہری غزہ کو چلانے لگے کیوں کہ غزہ کو چلانا انسانیت کے بچانا ہے

ہر قسم کے خطرات موجود ہیں لیکن اس سب کے باوجود ہم اہل غزہ تک امدادی سامان پہنچانے کی کوشش کریں گے، ان شاء اللہ!

گلوبل صمود فلویٹا میں مسلمانوں کا حصہ ڈالیں۔ یہ ہے روزِ محشر نبی اکرم ﷺ لگایا ہو گا

گلوبل صمود فلویٹا 3 کے موضوع پر

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں سابق سینیٹر مشتاق احمد کا اظہار خیال

میزبان: ذمہ دار

سوال: غزہ کی جانب رواں دواں گلوبل صمود فلویٹا میں

کتنے ممالک کے افراد شامل ہیں، اس قافلے کو کتنی حکومتوں

کی سرپرستی حاصل ہے اور فلویٹا کے اہداف کیا ہیں؟

ڈاکٹر مشتاق احمد: سب سے پہلے تو تنظیم اسلامی

کا بے حد مشکور ہوں کہ مجھے پروگرام زمانہ گواہ ہے

میں موقع دیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد میرے مربی اور استاذ بھی

تھے۔ انہوں نے مسئلہ فلسطین کو اجاگر کرنے کے لیے اور

صہیونی مظالم اور مسلمانوں کی نسل کشی کو بے نقاب کرنے

کے لیے غیر معمولی کام کیا اور مسجد اقصیٰ کی حرمت اور تحفظ

کے لیے امت کو جگانے کی بے حد کوشش کی۔ آج ہم جو

بھی کوشش کر رہے ہیں یہ انہی کی جدوجہد کا تسلسل ہے۔

یوں سمجھئے کہ فلویٹا اقوام متحدہ کا عوامی متبادل ہے۔ جب

اقوام متحدہ ناکام ہوگئی، ریاستیں اور مسلم حکومتیں ناکام ہو

گئیں، جہز خاموش ہو گئے تو پھر عام لوگ اہل غزہ کی حمایت

میں اٹھے اور انہوں نے انسانیت کی بقا اور دفاع کے لیے

غزہ کا رخ کیا۔ اس لیے کہ غزہ کو بچانا انسانیت کو بچانا

ہے۔ فلویٹا ایک عوامی تحریک ہے جس میں 95 فیصد مغربی

ممالک کے شہری شامل ہیں۔ بد قسمتی سے عالم اسلام کی

جانب سے انسانیت کو بچانے کی اس کوشش میں کوئی خاص

حصہ نظر نہیں آ رہا، نہ مسلم سیاسی اور سماجی تنظیمیں نظر آئیں اور

نہی عام مسلمان شہری نظر آئے۔ اس دفعہ کوشش ہے کہ

فلویٹا میں 100 سے زائد ممالک کے 1000 شہری

شرکت کریں۔ یہ تمام وہ لوگ ہیں جو بنیادی انسانی حقوق

کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کا مقصد غزہ کے محصور

شہریوں کو انسانی بنیادی امداد پہنچانا، انسانی ناکہ بندی کو ختم

کرنا، جنگ زدہ یا آفت زدہ علاقوں میں گزرگاہیں قائم کرنا،

نسل کشی کو روکنا شامل ہیں۔ ظالم صہیونی ریاست نے

11 ہزار فلسطینی قیدیوں کے لیے پھانسی کا قانون منظور کیا

ہے۔ اس کو روکنا بھی فلویٹا کے مقاصد میں شامل ہے۔ اس

کے علاوہ مسئلہ فلسطین کو زندہ رکھنا، مغربی کنارے میں

یہودی آباد کاری کو روکنا اور صہیونی حکومت اور اس کی

پشت پناہی اور خفیہ مدد کرنے والے مسلم حکمرانوں کو بے نقاب

کرنا بھی گلوبل صمود فلویٹا کا مقصد ہے۔ اسی طرح مغربی

ممالک کی جو منافقت، ریا کاری اور ہر معیار ہے، اس کو

بھی ہم دنیا کے سامنے لائیں گے ان شاء اللہ۔ یوکرین

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے لیے ان کی پالیسی کچھ اور ہے، جنوبی سوڈان یا مشرقی

تیمور کے لیے ان کی پالیسی کچھ اور ہے، لیکن اڑھائی سال

سے غزہ میں جو سر عام نسل کشی ہو رہی ہے، اس کے حوالے

سے ان کی پالیسی کچھ اور ہے۔ وہ نہ صرف اس نسل کشی پر

خاموش ہیں بلکہ در پردہ صہیونی حکومت اس کے لیے فنڈز،

اسلحہ اور بارود بھی دے رہے ہیں۔ یعنی اسرائیل کا جو سسٹم

آف کنٹرول ہے فلویٹا اس کے خلاف ایک براہ راست

اور بغاوت کا نام ہے۔

سوال: ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل اس وقت

بلا روک ٹوک مسجد اقصیٰ، غزہ، مغربی کنارے، لبنان اور

ایران پر پے در پے حملے کر رہی ہے۔ اگر خدا نخواستہ

فلویٹا پر بھی حملہ کر دیتی ہے تو آپ کا پلان بی کیا ہوگا؟

ڈاکٹر مشتاق احمد: ہمارا اولین منصوبہ غزہ کو آزاد

کروانا ہے۔ اس کے لیے ہم ہر خطرہ مول لینے کے لیے

تیار ہیں۔ تقریباً روزانہ کی بنیاد پر اسرائیلی ڈرونز ہمارے

قافلے پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ہم پر ڈرون حملے

بھی ہوئے ہیں۔ ہر قسم کے خطرات موجود ہیں لیکن اس

سب کے باوجود ہم اہل غزہ تک امدادی سامان پہنچانے کی

ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ! غزہ کے معصوم

بچوں، عوام اور مسجد اقصیٰ کی پکار پر ہر صورت لبیک

کہیں گے۔ اس راستے میں جو بھی قربانی دینا پڑی دین

گے ان شاء اللہ۔ سب لوگ پرعزم ہیں اور ان کے حوصلے

بلند ہیں۔ اس میں امت مسلمہ کے لیے بہت بڑا سبق ہے

کہ 95 فیصد غیر مسلم مغربی شہری اس قافلے میں شامل

ہیں جبکہ مسلمانوں کا حصہ 5 فیصد بھی نہیں ہے، روزِ محشر ہم

کس منہ سے نبی اکرم ﷺ کا سامنا کریں گے؟

سوال: مسلم ممالک کے سربراہان کو فلویٹا کی حفاظت

اور عملی مدد کے لیے آپ کیا پیغام دیں گے؟

ڈاکٹر مشتاق احمد: فلویٹا کو کسی ریاست یا کسی

حکومت کی سپورٹ حاصل نہیں ہے۔ کسی بھی ملک کی

جانب سے سکیورٹی فراہم نہیں کی گئی۔ ہم صرف اللہ کے

سہارے جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی جانوں کو اس راہ میں

قربان کر دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔

مسلم ممالک کے حکمرانوں اور جرنیلوں کے لیے یہ پیغام

ہے کہ وہ آج سوچ لیں کہ کل روز قیامت جب غزہ کے

مظلوم شہداء اور معصوم بچے اللہ اور اس کے رسول ﷺ

کے حضور دعویٰ دائر کریں گے کہ ان حکمرانوں کے پاس

قوت، دولت، اختیار اور حکومت سب کچھ تھا مگر اس کے

باوجود ظالم صہیونی حکومت کے سامنے خاموش جمنا ہی بنے رہے

تو پھر ان کے پاس کیا جواب ہوگا۔ اگر یہ لوگ خاموش اختیار

نہ کرتے تو تین یاہو اور صہیونی حکومت کو کبھی ہمت نہ ہوتی

غزہ میں جنگ بندی کے معاہدہ کے باوجود صہیونیوں نے 850 سے زائد

مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے۔

مسلم ممالک اور عوام کسی بھی صورت میں قضیہ فلسطین کو پس پشت

نہ جانے دیں

شجاع الدین شیخ

غزہ میں جنگ بندی کے معاہدہ کے باوجود صہیونیوں نے 850 سے زائد مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے۔ مسلم ممالک اور عوام کسی بھی صورت میں قضیہ فلسطین کو پس پشت نہ جانے دیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب سے اسرائیل اور امریکہ نے ایران پر حملے شروع کیے ہیں اور پھر مذاکرات کے عمل کا آغاز ہوا ہے، میڈیا کی ساری توجہ اُس جانب مبذول ہو گئی ہے اور ناجائز صہیونی ریاست کے اہلیان غزہ و فلسطین پر جاری مظالم کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 15 جنوری 2025ء کو اسرائیل نے غزہ میں جنگ بندی کے معاہدے پر دستخط کیے تھے، جو 19 جنوری 2025ء سے نافذ العمل ہو گیا تھا، لیکن اس کے باوجود گزشتہ 16 ماہ کے دوران اسرائیل مسلسل غزہ کے مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ میڈیا اطلاعات کے مطابق اس دوران 850 سے زائد فلسطینی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے جن میں عورتیں، بچے، بوڑھے اور معذور افراد شامل ہیں۔ پھر یہ کہ مغربی کنارے میں بھی اسرائیلی فوج، پولیس اور ناجائز صہیونی آبادکاروں نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ آئے دن سرکاری سرپرستی میں صہیونی آبادکار مسجد اقصیٰ پر حملے کرتے ہیں اور ناجائز صہیونی ریاست جب چاہتی ہے مسجد اقصیٰ کی تالہ بندی کر دیتی ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی میڈیا میں شائع ہونے والی رپورٹس کہ صہیونیوں نے مسجد اقصیٰ کے نیچے کھدائی کو تیز کر دیا ہے انتہائی تشویش ناک قرار دیا۔ انہوں نے مسلم ممالک کے حکمرانوں، مقتدر حلقوں، علماء کرام اور عوام سے اپیل کی کہ وہ قضیہ فلسطین کو کسی صورت فراموش نہ کریں۔ ریاستی سطح پر اہلیان غزہ و فلسطین کی عملی مدد کے لیے ہر ممکن اقدام کیے جائیں اور ٹرمپ کے قائم کردہ ”بورڈ آف پیس“ کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ مسلم ممالک پر مشتمل اتحاد قائم کیا جائے جو ایران، امریکہ تنازعہ کے حل کے ساتھ ساتھ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل پر سرکاری اور عوامی سطح پر سیاسی، سفارتی اور معاشی دباؤ ڈالے اور وقت آنے پر عسکری اقدامات کی بھی تیاری رکھے تاکہ طاعون قوتوں کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملایا جاسکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کی سرعام نسل کشی کرتا۔ لہذا یہ اپنی مجرمانہ خاموشی کی وجہ سے تمام تر اسرائیلی مظالم میں شریک ہیں۔ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی یہ اسرائیلی مظالم کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے، اپنی فضائی حدود اور سمندری راستے اس کے لیے بند نہیں کرتے، اپنی سرحدیں اُس کے لیے بند نہیں کرتے، یہاں تک کہ اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات کو بھی ختم نہیں کیا بلکہ فلسطین کے خاتمے کا جو صہیونی منصوبہ ہے اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ٹرمپ جو اسرائیل کو مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے اسلحہ بارود، فنڈز سمیت تمام ساز و سامان فراہم کر رہا ہے اُس کو یہ یامن کا پیام کہتے ہیں اور اس کی قیادت میں اسرائیلی مجرموں کے ساتھ ایک نیپیل شیئر کرتے ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ اللہ کے حضور، اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنا جواب سوچ لیں۔ مسلم حکمران اگر انھیں، اپنا کردار ادا کریں تو ان کے پاس اتنا کچھ ہے کہ یہ بغیر جنگ کے اسرائیل کو زیر کر سکتے ہیں۔ آج بھی اگر اسرائیل کے پڑوسی مسلم ممالک اپنی فضائی حدود اس کے لیے بند کر دیں تو اسرائیل کی اکانومی شدید بحران کا شکار ہو جائے گی۔ لیکن اسرائیل کے جنگی اور انسانی جرائم کے باوجود یہ اس کے لیے راستے بند نہیں کرتے لہذا یہ سب اسرائیل کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی میں برابر کے شریک ہیں اور ردِ محشر ان کو اپنے ان مظالم کا حساب دینا ہوگا۔

تذکرہ: تزکیہ نفس

خلاف کوئی عملی قدم کرنے کو تیار نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے اُس بستی کو تباہ کرنے کا حکم دیا جب فرشتے نے اللہ رب العزت سے اُس عابد شخص کا ذکر کیا کہ وہ بھی اس بستی کا باشندہ ہے تو اللہ نے حکم دیا کہ اللہ اور اُس بستی کو پہلے اُس پر پھر بستی کے دوسرے لوگوں پر کہ میری معصیت میں اس شخص کے چہرے کا رنگ بھی نہیں بدلتا۔ (واضح رہے یہ حدیث کا متن نہیں مفہوم ہے) علاوہ ازیں ایک بڑا اہم اور غور طلب سوال یہ ہے کہ اصحاب صفہ جو شب و روز عبادت کرتے تھے اور حضور کے دربار میں حاضر رہتے تھے ان میں سے کوئی بھی عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا انہیں نصیب ہوتی ہے جو رات کے راجب اور دن کے شہسوار ہوتے ہیں۔ گویا شب گزری اور اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے جان و مال کی قربانی نفس کے تزکیہ کے ناگزیر تھا ہے۔



تزکیہ نفس

ابوموسیٰ

جب کوئی بچہ مسلمان گھرانے میں آکھ کھولتا ہے یا کوئی غیر مسلم کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور اعلانیہ طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو کچھ ضوابط اور قوانین کی پابندی اس پر خود بخود لازم ہو جاتی ہے جسے اسلامی شریعت کہا جاتا ہے۔ اب وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں ضابطہ اور قانون کو اس کا دل یا دماغ تسلیم نہیں کرتا۔ گویا مکمل سرنڈر مطلوب ہے۔ ہاں خالصتاً امور دنیا کی بات الگ ہے جن سے کسی طرح بھی اور کسی انداز میں بھی شریعت سے کسی نوع کا تضاد نہ ہو رہا ہو۔ یعنی ایک مسلمان کا طرز زندگی سر تسلیم خم ہے جو مزاج یاری میں آئے کی عملی مثال ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اصلاً مسلمان کو اللہ کی رضا مطلوب ہے۔ اللہ راضی تو دنیا کی کسی قوت اور طاقت کی کوئی حیثیت نہیں، سب بیچ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کیسے حاصل کی جائے فوری طور پر سمجھ آنے والی بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے پر جو فرائض خود بخود لاگو ہو جاتے ہیں مثلاً نماز، روزہ کی پابندی، صاحب نصاب ہونے پر زکوٰۃ کی ادائیگی اور زیورہ ہونے پر حج کا فریضہ ادا کرنا پھر یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی کی کم از کم قانونی طور پر ادائیگی مثلاً دھوکہ، فریب، جھوٹ، ناحق کو حق بنا لینا یا کسی نوع کا ایسا تجاویز جس سے کوئی دوسرا بھائی متاثر نہ ہوگی یعنی صرف اپنی حد سے آگے بڑھنا۔ ان سب سے اجتناب تو شرعی فریضہ ہے، ان سے آگے بڑھ کر اخلاقی سطح پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی منازل طے کرتے ہوئے انسانی اور اسلامی تقاضوں کے حصول کو اپنا ہدف بنا لینا مثلاً نفل نماز اور روزوں کا اپنا معمول بنا لینا، گویا اس حوالے سے اپنی جان اور جسم کو مشغول رکھنا، فریضہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی خیرات اور عوامی بہبود کے امور سرانجام دینا اور ان امور کی ادائیگی میں جان اور مال کا دلی آمادگی سے استعمال کرنا، سنت رسولؐ و ائمہ سے پکڑ لینا اور اس سے انحراف کا تصور بھی نہ رکھنا، اسے اصطلاحی طور پر تزکیہ نفس کہا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر خود اپنے اعمال کی

صفائی اور دھلائی میں ہر دم مشغول رہے اس حوالے سے مکمل طور پر اپنی ذات کو غور و فکر کا محور بنائے۔ ظاہری اور باطنی معاملات کے حوالے سے اپنا جائزہ لے اور خود کو اپنی بنی تنقید کی زد میں رکھے۔ دوسروں کے معاملات پر بھی غور کرے تو اس سے اپنی بہتری اور اصلاح کا راستہ ڈھونڈے۔ دوسروں کو مار جن دے اور خشن ظن رکھے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کر کے کیا اس نے تمام دینی تقاضے پورے کر دیئے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اس نے عام لوگوں کو نیک اعمال کی ادائیگی اور بڑے کاموں سے بچنے کی تلقین کر دی اور ایک اچھے واعظ کا رول ادا کر دیا۔ اب اس کی طرف سے تو حق ادا ہو گیا اور وہ اب باعلینا الالبلاغ کہہ کر مکمل طور پر فارغ ہو گیا۔ اب دنیا جانے اور دنیا والے جانیں۔ اس سے ذاتی سطح پر جو ہو سکا اس نے کر دیا، اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ اگر کسی مسلمان سے ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے یہ کوئی فرد، معاشرہ یا ریاست کر رہی ہے تو وہ زاہد و عابد کسی کو ظلم و ستم سے کیسے بچائے۔ اس کے پاس تو طاقت نہیں ہے، وہ زیادہ سے زیادہ اظہارِ افسوس کر سکتا ہے۔ اپنے شہری کو ظلم و ستم سے بچانا فرد کا نہیں ریاست کا کام ہے۔ لیکن اگر خود ریاست ظلم و ستم ڈھارہی ہے تو مظلوم کہاں جائے؟

اس سوال کا جواب اس زاہد و عابد اور تزکیہ نفس کی منازل طے کرنے والے کے پاس ہرگز نہیں ہے اس کا موقف ہوگا کہ ریاست اگر ایسا کر رہی ہے تو اس کا واحد حل اللہ سے دعا ہے کہ وہ اسے اس ظلم و ستم سے نجات دے انفرادی کارگزاری کی حدود یہاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے وہ یہ کہ عدل کو دین اسلام کا کچھ ورڈ کہا جاتا ہے اگر دین اسلام سے عدل نکال دیا جائے تو کچھ باقی نہیں بچتا۔ لیکن یہ انتہائی نیک اور پارسا فرد بھی تمللانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ درحقیقت ماضی میں اسلامی ریاست کے وجود نے یہ تصور دیا تھا کہ تمام اجتماعی معاملات چونکہ ریاست نے سنبھال لیے ہیں، ریاست

اپنے فرائض ادا کر رہی ہے اور جزا و سزا کا سلسلہ برحق چل رہا ہے تو فرد کی ضرورت صرف یہ رہ جاتی ہے کہ وہ شب و روز اللہ کے حضور انہماک سے رکوع و سجود میں رہے یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی بے پرواہ ہو جائے اور یوں ذاتی تزکیہ کے حصول میں کوشاں رہے ظاہری طور پر بات تو بالکل درست ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے راشدین کے دور کے بعد عوامی تکیہ نظر سے چند زریں اور سہرے ادا و چھوڑ کر عوام عدل سے محروم رہے۔ حکومت کا ناقدر ریاست کا باغی سمجھا جاتا تھا اور بدترین سزا کا حقدار سمجھا جاتا تھا۔

راقم کہنا یہ چاہتا ہے کہ خود کو جھٹھ ذاتی تزکیہ تک محدود کر لینا کبھی بھی بحیثیت مجموعی معاشرے میں مطلوب ہے۔ نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ذات کا تزکیہ شمر آور نہیں، ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں حصول نتائج کے حوالے سے مکمل اور ادھورا ہے۔ لہذا فرد، گروہ یا ریاست ظلم کدہ بن چکی ہے تو اس عادلانہ نظام کے لیے لسانی، قلمی اور بالاخر عملی طور پر میدان میں نکل کر اگر کوئی بندہ خدایا بندگان خدا پر مشتمل ایک جماعت خالصتاً اللہ کے دین کو قرآن و حدیث کی تعلیمات کو بنیاد بنا کر جدوجہد کرتی ہے اور ریاست میں عدل اجتماعی کے قیام کے لیے جان و مال کی قربانی دیتی ہے تو یہ اجتماعی تزکیہ کی بہترین مثال ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ جماعت اور ان سے منسلک افراد ذاتی سطح پر شرعی تقاضوں کی ادائیگی کا عملی نمونہ نظر آنے چاہیے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی از حد ضروری ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے یہ ذاتی تزکیہ کے حصول میں بھی سامنے آسکتی ہیں اور اجتماعی جدوجہد میں بھی نامکمل نہیں۔ انہیں سمجھنا اور ان سے بچنا اور لوٹ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جانا یہ نفس کے تزکیہ کا حصہ ہے۔ خود معاشرہ اور ریاست کو عدل اجتماعی پر قائم و دائم رکھنے کے لیے ہر آن جدوجہد کرنا یہی تزکیہ کی بنیاد ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ ذاتی اور اجتماعی تزکیہ ایک گل کے دو جز ہیں یہ ایک بیکنج ہے، ایک یونٹ ہے جنہیں اگر جدا کر دیا جائے تو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جاسکتے اور انسانیت کسی صورت فلاح نہیں پاسکے گی۔ یہاں اس حدیث قدسی کا حوالہ یقیناً مفید رہے گا جس کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بزرگ طویل مدت تک رات کا راہب بنا رہا یعنی عبادت میں مشغول رہا لیکن اس کی ہستی کے لوگ بدترین گناہوں میں ملوث تھے لیکن وہ ان کے (باقی صفحہ 9 پر)

سوشل میڈیا کا سانپ

عبدالروف

معاون مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت

جب ٹی وی کے ذریعے ہر طرح کے قومی اور بین الاقوامی چینلز کی بھرمار ہوئی تو معاشرے کی بچی کچی شرافت اور جیا کا جنازہ اس انداز سے نکلا کہ دین کے علمبرداروں کو کہنا پڑا کہ:۔

گھر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت نام ہے جس کا گئی تیور کے گھر سے
اس کے بعد کم و بیش 20 سال قبل جب موبائل فون نے سمارٹ فون کی شکل اختیار کی اور بظاہر ہماری قوم نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کیا، اس کے نتیجے میں ہر طرف انٹرنیٹ کی دھوم مچ گئی، جس کے ذریعے دنیا جو پہلے بی عالمی گاؤں (Global Village) بن چکی تھی، ایک "عالمی کالونی" کی شکل اختیار کر گئی۔ اس سے پہلے جو گندگی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی شکل میں بہت بڑی اکثریت کے قلوب و اذنان کو آلودہ کر چکی تھی، اس میں کئی ہزار گنا اضافہ ہوتا چلا گیا۔

خصوصاً عصر حاضر کی نوجوان نسل کی تعلیمی اور کاروباری ضروریات سوشل میڈیا کے ساتھ وابستہ کرنے کے بہانے اس گناہ کے جال میں کمر تک جکڑ دیا گیا۔ سوشل میڈیا کی خطرناک و باموبائل کی صورت میں آج ہر شخص کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور معاشرے کا عام رجحان چونکہ گمراہی اور شر کی طرف زیادہ ہے، اس لیے جہاں اس میں کچھ چیزیں بہتری یا خیر والی بھی ہیں، وہیں شر اور برائی کے غلبے اور ابلیتی مواد کی جانب رغبت کی وجہ سے یہ آلہ خیر کے بجائے آلہ شر بن چکا ہے۔

معاشرے میں موجود بدی کی قوتیں تو یہی چاہتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو جس طرح بھی ممکن ہو ایمان اور حیا سے عاری کر کے حیوانیت کے مقام پر پہنچادیں، اور حقیقی بھی اعلیٰ اقدار ہیں وہ آہستہ آہستہ ختم کر کے لوگوں کو دجال کی غلامی کے لیے تیار کیا جائے۔

نوجوان نسل کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار کی حامل ہوتی ہے، اس لیے شیطان مردود اور اس کے ایجنٹوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ اس نسل کو اپنی مکروہ سازشوں میں جکڑ کر تباہ و برباد کر دیا جائے، خصوصاً

آج سے کم و بیش پون صدی قبل (3 نومبر 1949ء) پاکستان کے ایک موقر روزنامہ میں فٹش اشتہارات کے حامل اخبارات کو "گھر میں سانپ" سے تشبیہ دی گئی اور اس عنوان کے تحت لکھا گیا کہ: "کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے گھر میں سانپ آگھے۔ موجودہ زمانہ بیداری کا زمانہ ہے، آپ کی طرح آپ کے گھر کی خواتین بڑے اور لڑکیاں بھی حالات حاضرہ سے باخبر بنا چاہتے ہیں، مگر اپنا اخبار گھر میں لے جاتے ہوئے اس طرح چھپکتے ہیں کہ گویا سانپ آپ کے گھر میں آگھے گا، اس لیے کہ اس اخبار میں گندے فٹش اور مخرب اخلاق (اخلاق کو خراب کرنے والے) اشتہارات ہوتے ہیں اور آپ نہیں چاہتے کہ یہ اشتہارات آپ کے بچوں کی نظر سے گزریں۔ مگر اس کا یہ علاج تو نہیں کہ آپ انہیں اخبار کے مطالعے سے ہی محروم رکھیں، آپ ایسا اخبار پڑھیں جس میں کوئی فٹش اشتہار کسی قیمت پر بھی نہ چھپ سکتا ہو۔"

لیکن صد افسوس کہ یہ اخبار بھی اپنی اسلامی روایات برقرار نہ رکھ سکا اور اس کے ذریعے بھی گھروں میں سانپ داخل ہو کر عوام کے متاع دین کو ڈٹے لگ گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ رک نہیں بلکہ پرنٹ میڈیا کے بعد الیکٹرانک میڈیا، جس کا آغاز ٹیلی ویژن سے ہوا، جس کے ابتدا میں تین بنیادی مقاصد "معلومات"، "تعلیم" اور "تفریح" کے عنوان سے متعین کیے گئے۔ معلومات کے ضمن میں عوام کو ملکی اور بین الاقوامی حالات، "خبروں" اور اہم واقعات سے باخبر رکھنا، تعلیم کے ضمن میں مختلف معلوماتی، دستاویزی اور تدریسی پروگراموں کے ذریعے لوگوں کی ذہنی نشوونما اور شعور بیدار کرنا، جبکہ تفریح کے ضمن میں ڈراموں، کھیلوں اور موسیقی کے ذریعے عوام کو معیاری اور خاندانی تفریح فراہم کرنا قرار پایا۔

البتہ کچھ ہی عرصے بعد معلومات اور تعلیم پر تفریحی پروگراموں نے غلبہ پالیا، جو اب اس انتہا پر پہنچ چکا ہے کہ کوئی عام مسلمان، جس کے اندر تھوڑی سی بھی غیرت ہو اپنے خاندان کے ساتھ بیٹھ کر، کوئی تفریحی پروگرام تو درکنار کسی پروڈکٹ کا اشتہار بھی نہیں دیکھ سکتا۔ بعد ازاں

پاکستان جیسا وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور جس کی 65 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ لہذا نوجوانوں سے ہماری اپیل ہے کہ خدا را بحیثیت مسلمان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اپنی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے سوشل میڈیا کے شیطانی جال سے بچتے ہوئے اپنی دنیا اور خصوصاً آخرت کو تباہ ہونے سے بچانے کی سرکوب کوشش کریں۔ جس حد تک بھی ممکن ہو، سوشل میڈیا، موبائل یا انٹرنیٹ سے صرف اور صرف اپنی لازمی اور جائز ضروریات پوری کریں، لیکن اس کی خباثوں سے اپنی جلوت کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی خلوت کو خاص طور پر پاک صاف رکھنے کی کوشش کریں۔ والدین سے التجا ہے کہ اپنے بچوں کو اس جہنم سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کی تربیت بھی کریں اور موبائل فون کے استعمال کی نگرانی بھی رکھیں۔

اس سلسلے میں جہاں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے الفاظ فرمائے:

"اے نبی! آپ فرمادیجئے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فٹش باتوں کو جو اعلان یہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔" (الاعراف: 33)

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ: "میں اپنی امت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ٹیکیاں لے کر آئیں گے جو چمک رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ انہیں ریت کے بکھرے ذرات کی طرح کر دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! ہمیں ان کے بارے میں بتائیے اور ان کی وضاحت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے بھائی ہیں اور تم جیسے ہیں رات کو وہ بھی عبادت کرتے ہیں جیسا تم کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب انہیں تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ)

والدین کی خصوصی ذمہ داری سوشل میڈیا کی تباہ کاریوں سے جہاں نوجوان نسل کا بچنا ضروری ہے، وہیں والدین کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو (جہنم کی) اُس آگ سے بچاؤ جس کا اندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔" (التحریم: 6)

دجال کی عالمی حکومت اور نیورلڈ آرڈر کی حقیقت

(حصہ سوم)

رشنی چودھری

”اُس دن خداوند نے ایک وعدہ کر کے ابرام سے ایک معاہدہ کر لیا۔ اور خداوند نے اُس سے کہا کہ میں تیری نسل کو یہ ملک دوں گا۔ میں اُن کو دریائے مصر سے دریائے فرات تک کے علاقے کو دوں گا۔“ (پیدائش 15 آیت 18)

صہیونیوں کے مطابق یہ وعدہ صرف بنی اسرائیل سے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ مگر یہ تحریفات پر مبنی صہیونی تعبیر ہے جس کی تردید خود تورات اور یہودی ربیوں کی تشریحات میں موجود ہے۔ اس ضمن میں چند بنیادی حقائق ملاحظہ فرمائیے:

1- سرزمین موعود کا وعدہ صہیونیوں کے لیے نہیں ہے۔ صہیونی، کتاب پیدائش باب 17 آیت 21 کی روشنی میں اس عہد کو صرف بنی اسرائیل کے لیے مانتے ہیں جبکہ اسی باب کے شروع میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ عہد (Brit) ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے لیے ہوگا اور اس کی علامت تختہ (Brit Milah) ہوگا:

”پھر خدا نے ابرام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اُسے مانے۔ اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند زینہ کا تختہ کیا جائے۔“ (پیدائش 17، آیات 9 اور 10)

نمبرارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا تختہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے۔ خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اُسے کسی پرہیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔ (پیدائش 17، آیت 12)

یہ عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام بیروکاروں کے لیے تھا، جن میں بنی اسماعیل بھی شامل تھے، بنی عیساء (یعقوب کے بھائی کی نسل) بھی شامل تھے اور وہ لوگ بھی شامل تھے جو آپ کی نسل سے نہیں تھے لیکن آپ کے دین پر تھے۔ جیسا کہ آیت 4 اور 5 میں فرمایا:

”میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہو گا اور تیرا نام پھر ابرام نہیں کہلانے گا بلکہ تیرا نام ابرام ہوگا

گر اسرائیل کا تحریفات پر مبنی جواز اور زمینی حقائق آج دنیا بھر کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ فریب کوٹ کوٹ کر ٹھوسا جا رہا ہے کہ چونکہ آسمانی کتابوں میں یہودیوں سے سرزمین فلسطین کا وعدہ کیا گیا ہے، اس لیے وہاں یہودی ریاست اسرائیل کا قیام اُن کا حق ہے۔ صہیونی تو اس سے بھی آگے بڑھ کر دریائے نیل سے فرات تک کے سارے علاقے پر دعویٰ کرتے ہیں اور دنیا کو یہ فریب دیتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں اُن سے اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسلم سیاستدان، بیوروکریٹس، صحافی اور مختلف شعبوں کے بااختیار لوگ جو یورپ کے تقابلی اداروں سے پڑھ کر آتے ہیں اور واپس آ کر ملک کا نظام چلاتے ہیں، وہ بھی اسی فریب کا شکار ہیں کیونکہ ان کو اُن یونیورسٹیوں میں جو فری میسنری کا مطلوبہ روشن خیال فلسفہ پڑھایا جاتا ہے اور ”رواداری اور اعتدال پسندی“ کے جو سبق پڑھائے جاتے ہیں، اُن کے زیر اثر وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اگر آسمانی کتابوں میں اس سرزمین کا وعدہ بنی اسرائیل سے کیا گیا ہے تو پھر اسرائیل کی مخالفت کرنا ”شدت پسندی اور انتہا پسندی“ ہے وغیرہ۔ اسی تناظر میں ابراہم کارڈز کے نام سے معاہدے بھی بعض مسلم حکمرانوں سے ہوئے اور اسی بنیاد پر انہوں نے اسرائیل کو تسلیم بھی کر لیا۔ کچھ نام نہاد مسلمان جو عالمی دجالی تنظیموں (فری میسنری، ایلیویناتی وغیرہ) سے وابستہ ہیں وہ تو اس کھوکھلے جواز کو بنیاد بنا کر کھلے عام اسرائیل کی حمایت بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ تاہم یہ سب لوگ دراصل خود بھی ایک بہت بڑے فریب کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور وقت دجال ہے ہی دھوکے کا نام۔ زیر نظر تحقیق کے ذریعے ہمارا مقصد اس فریب کو آشکار کرنا ہے۔

گر اسرائیل کے صہیونی منصوبے کو مذہبی تحفظ فراہم کرنے کے لیے اس کے حمایتی اسے بائبل میں وعدے کی سرزمین سے جوڑتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ جو حوالہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے:

اس آیت کی رو سے علماء کے نزدیک والدین کا اپنی اولاد کو جنم سے بچانے کے لیے کوشش کرنا فرض عین ہے، اس لیے موجودہ دور میں تمام برائیوں کی جڑ سوشل میڈیا کا غلط استعمال ہے۔ اس لیے اگر والدین اپنا شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنی اولاد کو جنم کی آگ سے بچانے کی فکر نہیں کریں گے تو وہ سانپ جو پرنٹ میڈیا کی شکل میں ہمارے گھروں میں داخل ہوا تھا، آج سوشل میڈیا کی شکل میں اُس نے ایک ایسے اژدہا کی شکل اختیار کر لی ہے جو معاشرے کی تمام پاکیزہ اقدار کو نگلتا جا رہا ہے۔ وہ ہمارے بچوں کو بھی کھا جائے گا اور ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا، جس کے نتیجے میں ہماری نئی نسل (Gen-Z) روز قیامت ہمارے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کہہ سکتی ہے کہ یہ ہمارے والدین اور بزرگ ہی ہیں جنہوں نے ہمیں تباہی میں جاتے ہوئے دیکھا تھا لیکن بچانے کی کوشش نہ کی۔ نئی نسل کی تربیت کے حوالے سے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش خدمت ہے، جس کی روشنی میں والدین کی ذمہ داری کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر کسی کو اپنی ذمہ داری کے بارے میں جواب دینا ہے۔ امیر اپنی رعایا پر نگران ہے۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اپنے بچوں کی نگران ہے، تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (بخاری)



دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پٹھوہار کے ناظم نشر و اشاعت محترم عبدالرحمن تابانی کا میسر می سے گرنے کی وجہ سے بازو فریکچر ہو گیا۔

برائے بیمار پری: 0300-5595177

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفا سے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ أَذْهِبِ الْبِئْسَ رَبِّ النَّاسِ وَالشَّفِيفَ أَذْنُ الشَّقِيِّ لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَائِكَ وَلَا يَغَادِرُ سَقَمًا

ربی یوئل ٹائٹل بام (Satmar Rebbe) اپنی کتاب Vayoeel Moshe میں لکھتے ہیں:

”یہودیوں کے لیے فلسطینیوں سے زمین چھین کر ریاست قائم کرنا نہ تو رات سے جائز ہے نہ اخلاق سے۔“

ان کے نزدیک صہیونی ریاست کا قیام تین حلقوں کی خلاف ورزی ہے:

- 1- یہودی جبرائیل میں واپس نہ آئیں۔
- 2- اقوام عالم کو جنگ کے ذریعے شکست نہ دیں۔
- 3- اقوام عالم یہودیوں پر حد سے زیادہ ظلم نہ کریں۔

درج بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ فلسطین پر صہیونی قبضہ بالکل ناجائز اور بے بنیاد ہے اور اس کے لیے جو جواز انہوں نے تراشا ہے کہ ان سے اس سرزمین کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ بھی مکر اور فریب پر مبنی ہے۔ تو رات یا کسی آسمانی کتاب میں ان سے ایسا کوئی وعدہ ہرگز نہیں کیا گیا جو خالصتاً صہیونی منصوبہ گریٹر اسرائیل کو جواز فراہم کرتا ہو۔ اگر اللہ کی جانب سے ملت ابراہیم سے کوئی وعدہ کیا گیا ہے تو وہ بھی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے مشروط ہے اور صہیونی اس شرط پر ہرگز پورا نہیں اُترتے، جیسا کہ آگے چل کر ہم صہیونی منصوبہ کی اصل حقیقت کو جانیں گے۔ ان شاء اللہ! (جاری ہے) ❀❀❀

صرف ان کی ہٹ دھرمی ہے۔ وہ اسی عہد کے خلاف جا کر مسلمانوں کا قتل عام کر کے وہاں سے ان کا صفایا کرنا چاہتے ہیں، جس کا وہ حوالہ دیتے ہیں۔ اسرائیل نے آئین میں ترمیم کر کے خود کو باقاعدہ کفر یہودی ریاست ڈیکلیر کیا ہوا ہے جس کے تحت اسرائیل کے اصل شہری صرف یہودی ہوں گے۔ یہ صہیونی منصوبہ بذات خود تو رات کی اس آیت کی تعمیل سے انحراف، مخالفت اور سرکشی پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی راست باز یہودی تنظیمیں اور آرتھوڈوکس یہودی رابی بھی صہیونیت اور اس کے عزائم کو اللہ سے بغاوت اور سرکشی پر مبنی ایلیسی منصوبہ قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ امریکی رابی نائیکل لرنز کے مطابق:

”فلسطینیوں کی زمین پر بستیوں کی تعمیر، اور ان کو نکال دینا، تو رات کے عدل اور رحمت کے اصولوں کے خلاف ہے۔“

جرمنی کے بہت بڑے یہودی رابی اور عالم مسن رائفل ہرج (1888ء-1808ء) کے مطابق اصل یہودیت ایک روحانی مشن ہے، قومی یا سیاسی قبضے کا منصوبہ نہیں۔ ہم فلسطینی عربوں کے حقوق تلف کر کے خدا کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے۔ مغربی کنارے کے یہودی رابی میناخم فریون تو یہاں تک تسلیم کرتے ہیں کہ: یہودی خدا کے نام پر کسی عرب کو اس کے گھر سے نکلے گا جو انہیں رکھتے۔ یہ زمین صرف ہمیں نہیں، سب اولاد ابراہیم کے لیے ہے۔“ (We can live)

کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرا دیا ہے۔“ (پیدائش 17)

اس بات کو خود یہودی رابی بھی مانتے ہیں۔ جیسا کہ رابی Rashi کے مطابق: ”یہ آیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ختنہ ابراہیم گھرانے کے ہر مرد پر واجب ہے، چاہے وہ اس کی نسل سے نہ ہو۔“ رابی نعمانائیز (Ramban) کے مطابق: ”ختنہ کا مقصد صرف نسلی پہچان نہیں بلکہ ملت ابراہیم میں شمولیت ہے۔ غلام یا غیر نسل پر بھی فرض ہے، کیونکہ وہ ابراہیم کے گھرانے کا حصہ بن چکے ہیں۔“

معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا عہد ان تمام لوگوں کے لیے ہے جو آپ کی ملت میں شامل ہیں۔ ختنہ اس عہد کی محض نشانی ہے لیکن عہد کی اصل حقیقت اطاعت خداوندی ہے اور اللہ کی نافرمانی عہد کی روح سے انحراف ہے۔ لہذا جس طرح نشانی پر عمل نہ کرنا اس عہد سے خارج ہونا ہے (جیسا کہ آیت 14 میں اعلان کیا گیا) اسی طرح اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے انکار اور بغاوت نہ صرف عہد سے خارج ہونا ہے بلکہ اللہ کے عذاب کا بھی موجب ہے۔ جیسا کہ کتاب استثناء کا باب 10 عہد کی روح کو اللہ کے عطا کردہ احکام اور آئین پر عمل سے مشروط کرتے ہوئے واضح کہتا ہے:

”اس لیے اپنے دلوں کا ختنہ کرو۔“ (آیت: 16)

اسی طرح باب 30 میں ایک بار پھر واضح کیا گیا:

”اور خداوند تیرا خدا تیرے اور تیری اولاد کے دل کا ختنہ کرے گا تاکہ تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھے اور جیتا رہے۔“

تورات کے مطابق یہ مباحہ نئی اسی بات کی مزید وضاحت کے لیے اللہ کا پیغام یوں پہنچاتے ہیں:

”اے یہود اور یروشلم کے باشندے، اپنے آپ کو رب کے لئے مخصوص کر کے اپنا ختنہ کراؤ یعنی اپنے دلوں کا ختنہ کراؤ، ورنہ میرا قہر تمہارے غلط کاموں کے باعث کبھی نہ بچنے والی آگ کی طرح تمہ پر نازل ہوگا۔“ (یرمیاہ 4:4)

ثابت ہوا کہ صہیونیت کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد اور باطل ہے کہ سرزمین موعود کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام ملت کے لیے ہے لیکن اس عہد کی روح اللہ کے احکام اور آئین پر عمل پیرا ہونا ہے جبکہ صہیونیت اس سے متضاد راستے پر گامزن ہے۔ لہذا صہیونی سرزمین فلسطین پر اپنے علاوہ کسی کا حق تسلیم کرنے کے لیے جیتا نہیں ہیں، یہ

عبدالضحیٰ اور فلسفہ قربانی

درج اور عید الاضحیٰ اور ان کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ صفحات: 56 ☆ قیمت (اشاعت خاص): 120 روپے

☆ قیمت (اشاعت عام): 80 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون 03-35869501

www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

عجز اور کسل: اقامت دین کے کارکن کے لیے فکری و عملی رہنمائی

شوکت اللہ شاکر

اسلام ایک ایسا دین ہے، جو انسان کی ظاہری و باطنی کیفیتوں کو نہایت باریکی سے دیکھتا اور سنوارتا ہے۔ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے کارکن کے لیے یہ اور بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے باطن کا محاسبہ کرے، کیونکہ یہی باطن اس کے عمل کی سمت متعین کرتا ہے۔ عجز اور کسل دونوں عمل کو روک دیتے ہیں مگر ان کی حقیقت جدا ہے۔ درحقیقت دعوت و تحریک کے میدان میں ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔

عجز: آزمائش، نہ کہ عذر

عجز اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کے اندر ارادہ اور تڑپ موجود ہوتی ہے، مگر خارجی یا داخلی اسباب اس کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ بیماری، وسائل کی قلت، حالات کی سختی یا معاشرتی دباؤ۔ یہ سب عجز کی صورتیں ہیں۔

قرآن مجید اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ جو لوگ واقعی نیت رکھتے ہیں مگر استطاعت نہیں پاتے، وہ عند اللہ ماجور ہیں: ﴿لَيْسَ عَلَى الضَّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرَجٌ﴾ (التوبہ: 91) ”کمزوروں، بیماروں اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔“

اقامت دین کے کارکن کے لیے یہ پیغام ہے کہ اگر کبھی حالات اس کی راہ روک دیں تو وہ مایوسی کا شکار نہ ہو۔ اس کی نیت، اس کا درد، اور اس کی تڑپ ضائع نہیں جاتی۔ البتہ اُسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو، اپنی استطاعت کے دائرے کو بڑھانے کی کوشش جاری رکھے۔

کسل: ایک باطنی مرض اور عملی رکاوٹ

کسل (سستی) ایک ایسا خطرناک مرض ہے جو بظاہر آرام دہ لگتا ہے مگر اندر سے انسان کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ اس میں وسائل کی کمی نہیں ہوتی بلکہ عزم کی کمی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے منافقین کی ایک نمایاں علامت ”کسل“ کو قرار دیا:

﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى﴾ (سورۃ النساء: 142) ”اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے

3 صحبت صالحین:

فعال اور متحرک لوگوں کی صحبت اختیار کرے، کیونکہ ماحول انسان کے مزاج کو تشکیل دیتا ہے۔

4 تدریج (Gradual Progress):

اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالے بلکہ تھوڑا مگر مستقل کام کرے۔ یہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

نتیجہ

عجز اور کسل کے درمیان فرق کو سمجھنا ایک کارکن کے لیے نہایت ضروری ہے۔ عجز میں امید ہے، اجر ہے اور صبر ہے؛ جبکہ کسل میں زوال ہے، غفلت ہے اور محرومی ہے۔

اقامت دین کا راستہ ان لوگوں کا منتظر ہے جو دل کی آگ اور عمل کی لگن دونوں رکھتے ہوں۔ جب نیت کی سچائی، دل کی رغبت، اور جسم کی محنت یکجا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے ذریعے تاریخ کا دھارا بدل دیتا ہے۔



ضرورت رشتہ

☆ تصور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، تعلیم بی ایس سی ایس (PU, BSCS)، قد 5'8" کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0325-4535237

0325-4535238

☆ صوم و صلوة کی پابند بیٹی، عمر 27 سال، لاہور کی ایک معروف یونیورسٹی میں لیکچرار، تعلیم ایم ایس (یونیورسٹی آف کلیئوینیا)، کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار لڑکے کا (لاہور یا بیرون ملک) رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-1491820

☆ خان گڑھ میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 31 سال، تعلیم بی ایس کمپیوٹر سائنس، کے لیے باشرع، دیندار گھرانے سے صلوة اور پردے کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں، ملتان یا گردونواح کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0301-6900174

☆ اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔“ یہ آیت اقامت دین کے کارکن کے لیے ایک آئینہ ہے۔ اگر اس کی عبادت، اس کی دعوت، اس کی تنظیمی ذمہ داریاں بوجھ محسوس ہونے لگیں تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ کسل اس کے دل میں جگہ بنا رہا ہے۔

نبوی تعلیم: دونوں سے پناہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز اور کسل دونوں سے پناہ مانگی، کیونکہ ایک انسان کو روک دیتا ہے اور دوسرا اسے بگاڑ دیتا ہے:

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ﴾

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بے بسی اور سستی سے۔“ (صحیح بخاری)

یہ دعا دراصل ایک داعی کے لیے روزانہ کا وظیفہ ہونی چاہیے، کیونکہ اقامت دین کا راستہ مسلسل جدوجہد اور استقامت کا تقاضا کرتا ہے۔

اقامت دین کے کارکن کے لیے عصری رہنمائی

آج کے دور میں جہاں distractions (توجہ بنانے والے عوامل) اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں، وہاں کسل کی شکلیں بھی بدل گئی ہیں، جن میں سے ایک اور شاید سب سے بڑی distraction سوشل میڈیا کی دنیا میں بے مقصد وقت برباد کرنا ہے۔

عجز کے حصول اور کسل سے نجات کے لیے چند عملی تجاویز دینی کام کو موخر کرنا (Procrastination)

آسانی طلبی (Comfort Zone) کی عادت کے شکار ایک کارکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل اصولوں کو اپنائے:

1- نیت کی تجدید:

ہر کام سے پہلے اپنے مقصد کو تازہ کرے کہ یہ محض سرگرمی نہیں بلکہ اقامت دین کی جدوجہد ہے۔

2- نظم و ضبط (Discipline):

روزانہ کا شیڈول بنائے اور اس پر سختی سے عمل کرے، کیونکہ کسل بے ترتیبی میں پروان چڑھتا ہے۔

سندھری کھیل چاری ہیں!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

سوائے سفارتی مذاکرات کے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ پاکستان اور ایران کے درمیانے خارجہ میز پر بیٹھے سفارتی (ہومیوپیتھک) پڑیاں دے کر (علاج نامے جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مسائل صرف بات چیت اور سفارت کاری سے حل ہوں گے جو وسیع تر استحکام اور امن قائم کر سکے گا۔ اس دوران امریکہ نے ایرانی جہاز توڑا۔ جس پر قبضہ کر رکھا تھا، اس کے عملے کے 22 افراد پاکستان کے حوالے کر دیئے جو ایک مثبت اشارہ ہے۔ ایک قدم درست سمت میں اٹھنا بھی ہے تو اگلے لمحے پھر گھرن گرن بھری بیاناتی گڑ گڑاوت چل پڑتی ہے۔ اندازہ کیجیے کہ کسی کی جان گئی آپ کی ادا بھری!

دنیا میں تیل کی قیمت سے عوام در بدر ہو رہے ہیں اور یہ دونوں مہیب سمندروں میں چھین چھپائی کا کھیل جاری رکھے ہیں۔ ایرانی سپر ٹینکر، امریکی نیوی سے بچا بچا کر مشرق بعید جا پہنچا۔ 220 ملین ڈالر کا 1.9 ملین بیرل تیل لیے۔ ریڈیو سگنل بند کر کے وہ 20 مارچ کو نکلا۔ چھپ چھپا کر اب انڈونیشیا کی آبنائے لومباک سے گزر رہا ہے۔ بچوں کا بچپن چرا کر انہیں ڈیجیٹل دنیا کے حوالے کر دیا اور ان کے خاموش معصوم کھیل چھین کر خود دنیا زبردست بر کرنے پر آگئے۔

سب کو یہاں اپنی سی ڈال کر، ایران جنگ میں دھیان بنا کر، اسرائیل دھڑا دھڑا لبنان پر بم برس رہا ہے۔ غزہ میں پہلی لائن قائم کی تھی جد فاصل، غزہ اور قابض فوج مابین۔ اب مسلسل جنگ بندی کی خلاف ورزیوں اور فلسطینی خون بہا کر پہلی لائن نارنجی ہو گئی۔ اسرائیلی فوج آگے بڑھ کر مزید زمین بھتیا کر اب نئی نارنجی لائن، بنا بیٹھی ہے۔ امریکہ تجاہل عارفانہ سے منہ موڑے بیٹھا ہے۔ مسلم دنیا کی غیرت خراٹے لے رہی ہے۔ عوام بڑھتی بے روزگاری، خالی پیٹ پیدل چلتے بے حال ہیں۔ سرکاری گاڑیوں کی بارائیں حسب سابق رواں دواں ہیں۔ بچوں کی پڑھائی ستیا ناس ہو چکی۔ نظام زندگی،

سیاست عالم، انتہائی نگہداشت وارڈ میں گویا مریض بنی پڑی ہے۔ منٹوں، گھنٹوں کے اعتبار سے رپورٹیں جاری ہوتی رہتی ہیں۔ لواحقین پوری دنیا میں رُلے پڑے ہیں۔ یو این امدادی سہولیات کے چیف، ٹام فلچر کے مطابق انسانی ضروریات کے لیے ناگزیر امداد نہ پہنچ پانے پر شدید تشویش ہے۔ یو این سربراہ گوٹریس فوری پُر امن جامع حل مانگ رہے ہیں۔ ہرمز کی خاطر توضع، (جنگی، سفارتی) علاج معالجے پر اتنے بھاری اخراجات نہ اٹھتے تو ان کے مطابق 8 کروڑ 70 لاکھ افراد کی مدد کی جاسکتی تھی۔ امریکہ، اسرائیل ایران جنگ میں اندر خانے امریکہ (ہاؤس آف ریمز کمیٹی) میں بھی شدید لے دے جاری ہے۔ سینیٹر روکھنا، سیکرٹری دفاع، سیکرٹری پر چڑھ دوڑے۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ عام امریکن اس کی کیا قیمت ادا کر رہا ہے۔ دو ماہ سے (زائد ہو رہے ہیں) اس جنگ کی قیمت 1631 ارب ڈالر ہے، پلٹ پلٹ کر سوالوں میں کھٹانے بتائی۔ اسلحہ، اڈوں کو نقصان، امریکی عوام پر گیس، خوراک کی مددیں بوجھ۔ تم عوام سے قطع نظر صرف نیوکلیئر ایران کا نکتہ دہرائے جا رہے ہو۔ تم نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم پرانی جنگوں میں نہ گھسین گے، قیمتیں نیچے لائیں گے۔ امریکہ کو دوبارہ عظیم بنا لیں گے۔ (عوام نے اگر واقعی اس پر زور دیا تو کووڈ دینے تھے تو، اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں!) یعنی MAGA کا وعدہ تھا! اب صورت حال مسلسل یہ ہے کہ پل میں تولہ پل میں ماش۔ امریکہ دھمکی لیے چلا آیا، ہم ہرمز میں پھنسے جہاز نکالنے کو پراجیکٹ آزادی لے آ رہے ہیں۔ ایران نے جواب میں دیر نہ کی: امریکہ نے ہرمز میں گھسنے کی کوشش کی تو حملہ ہوگا۔ ایرانی فوج وہاں موجود ہے، انتظار کرتے ہیں تمام کمرشل جہازوں، ٹینکروں کو کہ ایرانی فوج کی اجازت کے بغیر گزرنے کی ہر کوشش پر حملہ کیا جائے گا۔

دوسری جانب تجزیہ کاروں کی بھی تمہیہ یہی ہے کہ

معاشرت درہم برہم! البتہ فلوئیا واحد عامی دردمندوں کا گروہ ہے جو غزہ کو نہ بھولا۔ بچہ اللہ 63 کشتیاں رواں دواں نہیں۔ اللہ سمندروں کی ہمنوائی فراوان رکھے۔ اسرائیل حسب سابق حملہ آور ہوا۔ پاکستان سے اپنا حصہ ڈالنے کو بحری مجاہد سینئر مشتاق ہمراہ رہے۔ 22 کشتیوں سے 179 ممبران اغوا ہوئے بشمول سینئر مشتاق۔ اب دو قید میں باقی ہیں۔ جن میں برازیلی تیا گو تیسری مرتبہ فلوئیا قافلے میں گئے۔ یہ غیر مسلم نوجوان 2 ارب مسلمانوں پر بھاری ہے جو جان واد پر لگا کر غزہ کے مظلوموں کی دادرسی کے لیے حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان سے مالا مال کر دے۔ پتھکڑیاں، قید تنہائی اور اسرائیلی وحشی تشدد کا نشانہ بھی بنے۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ (آمین) تل ابیب میں بھی یہودی عوام تپ اٹھے ہیں۔ مظاہرے ہو رہے ہیں۔ نیتین یاہو سے بے زارا ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ایسا وزیر اعظم ہے جو جھٹتا ہے ہر مسئلہ کا حل اندھی طاقت کا استعمال، قتل و غارتگری، جنگی جرائم ہیں۔ ہم تو گویا تباہی، بمباریوں کے نشے میں گم ہیں۔ ایک نے کارٹون اٹھا رکھا ہے جس میں ٹرمپ، مد ہوش، بین بجا تاپہیرا ہے جس کی نوکری سے نیتین یاہو بصورت سانپ برآمد ہو رہا ہے۔

پوری دنیا میں جہاں جنگی بلائیں ٹوٹی پڑ رہی ہیں۔ مسلم دنیا بدف ہے۔ مانی کا قصور یہ رہا کہ شمالی افریقہ کا یہ ملک یورینیم اور سونے کی دولت رکھتا ہے۔ سیاہ فام اور مسلمان ہوتو ظاہر ہے دنیا کے وسائل کے اصل حقدار تو گوری سفید فام طاقتیں ہیں۔ لہذا ویدرہ تو صدیوں سے چلا آ رہا ہے کہ خصوصاً افریقی دنیا کے وسائل گوروں نے جی بھر کے لوٹے۔ باہمی تقسیم طے کر کے یہ خطہ انہی کے زیر قبضہ رہا۔ مانی میں بھی مقامی کرپٹ حکمرانوں کو تعینات کر کے لوٹے وسائل کا کچھ حصہ انہیں ملتا، وہ عوام کو آہنی ہاتھ سے حق طلبی سے باز رکھتے۔ اسلام کو سر اٹھانے کی اجازت نہ ملتی۔ عیسائیت بھی پھیلانے کا بہانہ رہا۔ بین الاقوامی قوانین کا ڈراما بھی رچا لیا۔ یو این قیام امن کی فوجیں بھی ہمراہ لے جاتے رہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کو این جی اوز کی بھاری تنخواہوں والی نفری کا ڈراما بھی چلتا۔ جمہوریت کا بہانہ/ افسانہ بھی کہیں چلا لیتے۔ مانی بھی انہی میں سے تھا۔ افریقہ انسانی وسائل کے اعتبار سے غلام بھی میا کرتا رہا گورے آقاؤں کو۔ یورپ امریکہ کی غلامی کی ہولناک

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ (اور مستقبل کے امکانات)

(گزشتہ سے پوستہ)

گویا اس طرح انسدادِ سود کی اب تک کی جملہ سعی کا حاصل صفر ہے۔ اور اس وقت پاکستان میں بینکوں کی FINANCING کی اکثر و بیشتر اور اہم تر مدت میں تو اعلانیہ طور پر مارک اپ کا وہ اصول کارفرما ہے جو کنسل آف اسلامک آئیڈیالوجی فیڈرل شریعت کورٹ اور کمیشن فار اسلامائزیشن سب کے نزدیک ”ربا“ ہے۔ مزید برآں جن چند غیر سودی مدت کا آغاز کیا گیا تھا ان میں سے بعض اگرچہ بظاہر ابھی جاری ہیں جیسے اجارہ مشارکہ تعمیراتی فنانسنگ اور ICP’N.I.T کی سکیمیں ان سب کے قواعد و ضوابط میں بھی رفتہ رفتہ جو تبدیلیاں کر دی گئی ہیں ان کی بنا پر یہ سب بھی ”ربا“ ہی کی صورت اختیار کر چکی ہیں اور 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے سے جوئی تاریخ شروع ہوئی تھی اسے اپیل کے ”سردخانے“ میں ”منجمد“ کر دیا گیا ہے! (جاری ہے)

مجاہد: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1476 دن گزر چکے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(24 اپریل تا 3 مئی 2026ء)

جمعۃ المبارک 24 اپریل: خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ ناظم مالیات محترم فیصل منصوری سے مختصر ملاقات کی۔

ہفتہ 25 اپریل: شام میں انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے ہیڈ آفس میں امریکہ میں مقیم محترم باسط ندیم کے ساتھ آن لائن podcast کی ریکارڈنگ کرائی۔

اتوار 26 اپریل: صبح اسلام آباد روانگی ہوئی۔ انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے تحت رجوع الی القرآن کورسز کی تقریب تقسیم اسناد میں شرکت کی اور شرکاء سے خطاب کیا۔ مزید براں دوپہر میں انجمن خدام القرآن اسلام آباد اور تنظیم اسلامی کے احباب کے ایک اجتماع میں ”تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام میں اراکین انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے ساتھ ایک مختصر ملاقات رہی۔ بعد ازاں کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ 29 اپریل: رات کو لاہور آمد ہوئی۔

جمعرات 30 اپریل: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو شعبہ تعلیم و تربیت اور شام میں شعبہ نظامت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 01 مئی: صبح شعبہ رابطہ، قانونی و انتظامی امور کے اجلاس کی صدارت کی۔ خطاب جمعہ سے قبل مرکزی ناظم نشر و اشاعت سے مختصر ملاقات کی۔ خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا۔ دوپہر کو شعبہ نشر و اشاعت اور شام کو شعبہ زکوٰۃ و انگریزی کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

ہفتہ 02 مئی: دن میں انتظامی امور کے حوالہ سے ایک خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

اتوار 03 مئی: بعد نماز عشاء تربیت راج کے حوالہ سے ایک آن لائن پروگرام میں گفتگو کی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیئے۔ منفقہ ترجمہ قرآن کے حوالہ سے ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ بعض رفقاء و احباب سے مزاج پرسی اور تعزیت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

تاریخ کی ایک جھلک ایکس پیلے کی کتاب ’Roots‘ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ حالیہ تاریخ میں امریکہ میں جو تحریک بلیک لائٹ میٹرز (سیاہ فام بھی زندگی کا حق رکھتے ہیں!) چلی، وہ نکال کر پڑھ لیجیے، قبل اس کے کہ گوگل سے یہ سب منادیا جائے! ہیکسٹھ، امریکی وزیر دفاع، دور حاضر کا صلیبی جنگجو، (میںے بازو پر صلیبی علامات کندہ ٹیوڈز کر رکھی ہیں) نے 400 کتابوں پر پابندی لگادی۔ امریکی تاریخ کے سیاہ ابواب منادینے کو۔ اس پر شدید تنقید اور احتجاج ہوا۔ ڈیموکریٹس نے بھی کہا کہ سنسر شپ بز دلی ہے۔ آئینہ توڑ دینے کے مترادف ہے۔ امریکہ کے نسل پرست ماضی اور حال کا آئینہ، جس میں حقائق سے پردہ اٹھتا ہے۔ مانی، جس کی آبادی 12 ملین ہے۔ 90 فی صدی مسلمان ہیں۔ 5 فی صد عیسائی۔ دنیا کے 10 غریب ترین ممالک میں سے ہے۔ سونا اور یورینیم (جس کی خاطر فرانس قابض رہا)، زراعت، مویشی، زریع اجناس مچھلی/ماہی گیری کے باوجود اتنی غربت لائین ہے۔ لیکن وجوہات میں عالمی طاقتوں اور مقامی کرپٹ حکمرانوں کا گٹھ جوڑ ہے، اور گھن کی طرح دے پے عوام۔ فرانس کے لیے یورینیم نکالا جاتا رہا۔ مانی کے عوام کے لیے حفاظتی اقدامات پر پیسہ ضائع نہ کیا جاتا۔ کینسر انہیں چاٹ جاتا۔ شاندار ہسپتال صرف فریج یا حکمرانوں کو مہولہ قیمتیں دیتے۔ یہ تو مغربی ”چین زنی“ یا مسلمان اخوانی، حماس جیسے امریکہ یورپ کی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھ کر حقیقی بین الاقوامی سیاست سے آگاہ ہوئے۔ استحصالی مغرب کا حقیقی چہرہ سامنے آیا تو خود مغرب میں سیاہ فام حقوق کے لیے تحریکیں اٹھیں۔ دوسری طرف مسلم ممالک میں عرب بہار نے سر اٹھایا جسے بشار الاسد، حسنی مبارک، اسیسی جیسے حکمرانوں کے ہاتھوں پھل کر بھنجیوڑ کر رکھ دیا گیا۔ اب مانی پر اسلام پسند، آزادی پسند قوتیں ایسی طرح اٹھی ہیں۔ فرانس وہاں سے نکلا تو روسی کرائے کے فوجی (ویگنر) اور مقامی بدعنوان حکمران قابض رہے۔ اب ان کی شامت اعمال کو یہ مزاحمت جاری ہے۔ مانی کا وزیر دفاع ہلاک اور حکومتی فوج تتر بتر! ویگنر کے روسی بدعاش مارے گئے۔۔۔ جھاگ نکلے۔ مزاحمت نے چیخ کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ خیر کا معاملہ کرے۔ مسلم آبادیوں کو آزادی از سر نو عطا فرمائے۔ (آمین)



پاکستان کی نظریاتی شناخت کو مسخ نہ کریں!

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

پاکستان محض ایک جغرافیائی خطہ نہیں بلکہ ایک نظریہ، ایک امانت اور ایک ذمہ داری کا نام ہے۔ یہ وہ مملکت ہے جو "لا الہ الا اللہ" کے مقدس کلمے کی بنیاد پر وجود میں آئی، جس کا مقصد دنیا کے سامنے اسلام کے عادلانہ، پاکیزہ اور متوازن نظام حیات کو پیش کرنا تھا۔ مگر آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسی سرزمین پر ایسے رجحانات فروغ پا رہے ہیں جو اس کی نظریاتی اساس کو کمزور بلکہ مسخ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔

کراچی سے ایک رپورٹ کے مطابق 28 اپریل 2026ء کو آرٹس کونسل آف پاکستان کے زیر اہتمام رقص کے عالمی دن کی مناسبت سے رنگارنگ پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ رقاصوں اور فنکاروں نے اپنی فائنل سے حاضرین کو محظوظ کر دیا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں "رقص کے عالمی دن" کے نام پر ہونے والی تقریبات، صرف ایک ثقافتی سرگرمی نہیں بلکہ ایک فکری و تہذیبی چیلنج ہے۔ سوال یہ نہیں کہ رقص ہو یا نہیں، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا یہ سرگرمیاں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شناخت سے ہم آہنگ ہیں؟ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہواؤں کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔" (سورۃ النور: 19)۔ آیت کے یہ الفاظ بے حیائی پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بد اخلاقی کی ترویج دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو کسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی۔ نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا

انتظام کیا جاتا ہے۔ قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب لوگ مجرم ہیں۔ صرف آخرت ہی میں نہیں دنیا میں بھی ان کو سزا ملنی چاہیے۔ لہذا ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اشاعت فحش کے ان تمام ذرائع و وسائل کا سدباب کرے۔ اس کے قانون تعزیرات میں ان تمام افعال کو مستلزم سزا، قابل دست اندازی پولیس ہونا چاہیے جن کو قرآن یہاں پبلک کے خلاف جرائم قرار دے رہا ہے اور فیصلہ کر رہا ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے سزا کے مستحق ہیں۔

مزید براں مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم ہے: "اے نبی مومنین سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" (سورۃ النور: 30-31) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حیا ایمان کا حصہ ہے۔" (صحیح بخاری)

یہ تعلیمات ہمیں ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینے کی دعوت دیتی ہیں، جہاں تفریح بھی اخلاقی حدود کے اندر ہو، نہ کہ بے حیائی اور نمود و نمائش کا ذریعہ بن جائے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اسلام تفریح یا خوشی کے خلاف نہیں، بلکہ بے راہ روی اور حدود سے تجاوز کے خلاف ہے۔ اگر تفریح انسان کو اخلاقی گراؤ کی طرف لے جائے، اس کے دل سے حیا کو ختم کرے، اور معاشرے میں فحاشی کو عام کرے تو ایسی سرگرمیاں کسی بھی اسلامی معاشرے کے لیے زہر قاتل ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پاکستان اپنی آئینی ذمہ داری کو سمجھے۔ دستور پاکستان کی دفعہ 37 (g) واضح طور پر ریاست کو پابند کرتی ہے کہ وہ فحاشی و عریانی کے خاتمے کے لیے اقدامات کرے۔ لہذا ایسے پروگراموں کی سرپرستی یا اجازت دینا آئین اور نظریہ پاکستان دونوں سے احراف ہے۔

علماء کرام اپنی دینی ذمہ داری ادا کریں۔ منبر و محراب سے اس فکری بلغار کے خلاف آواز بلند کریں،

عوام کو شعور دیں، اور اسلامی تہذیب کے تحفظ کے لیے رہنمائی فراہم کریں۔ دانشور اور اہل قلم اپنی تحریروں اور مکالمے کے ذریعے قوم کی فکری رہنمائی کریں۔ یہ وقت خاموشی کا نہیں بلکہ حق گوئی کا ہے، تاکہ آنے والی نسلیں اپنی شناخت سے محروم نہ ہو جائیں۔

ہمیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ یہ محض چند پروگراموں کا مسئلہ نہیں، بلکہ ایک تہذیبی جنگ ہے جس میں ہماری اقدار، ہماری پہچان اور ہمارا مستقبل واہ پر لگا ہوا ہے۔ اگر آج ہم نے غفلت برتی تو کل ہماری نسلیں ہم سے یہ سوال کریں گی کہ جب ہماری شناخت مٹائی جا رہی تھی تو ہم کہاں تھے؟

آخر میں ایک درد بھری اپیل: آئیے! ہم سب مل کر اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ جس طرح ہماری افواج نے جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کیا، اسی طرح ہمیں اپنی تہذیبی اور فکری سرحدوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔

پاکستان کو وہی پاکستان بنانا ہوگا جس کا خواب اس کے بانیوں نے دیکھا تھا۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں اسلامی اقدار، حیا، اور اخلاقی پاکیزگی زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں ہو۔

ورنہ یاد رکھیے! قومیں صرف میدان جنگ میں نہیں، بلکہ اپنی تہذیب اور اقدار سے دور ہو کر بھی شکست کھا جاتی ہیں۔ مئی 2025ء میں پاکستان نے اپنے پڑوسی ملک بھارت کے آپریشن "سندور" کا توڑ قرآنی عنوان "بنیان مروضوں" سے کر کے ایک طرف بھارت کو پریشان کیا تو دوسری طرف ساری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے پنے پنے پاکستان پر اپنے کرم و نوازشات کا سلسلہ جاری فرمایا۔ جون 2025ء میں اسرائیل نے ایران پر جارحیت کا ارتکاب کیا تو پاکستان نے نہ صرف ایران کی کھل کر حمایت کی بلکہ امریکہ کی طرف سے جنگی جہازوں کی پروازوں کے لیے درکار سہولت کے مطالبے کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر اللہ نے پاکستان کا عالمی سطح پر وقار بلند کرنے کے ساتھ ایک طرح کارعب بھی قائم کر دیا۔ اس پر پوری ملت اسلامیہ پاکستان کو اللہ جل جلالہ کے حضور سر بسجود ہونا چاہیے۔ فروری 2026ء میں رمضان المبارک کے مہینے میں امریکہ اور اسرائیل نے ایران پر ہلہ بول دیا۔ اب پھر پاکستان کے

ساٹھ ایک بڑی آزمائش آئی۔ یہاں بھی اللہ پاک نے پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت کو بہت و جرات عطا کی اور پاکستان نے اپنے پڑوسی ملک ایران کا حق ادا کرتے ہوئے اس کا بھرپور ساتھ دیا اور سفارتی محاذ پر زبردست جدوجہد شروع کر دی۔ بالآخر امریکہ اور ایران کے درمیان عارضی سیز فائر کروانے میں کامیاب ہو گیا۔ ساری دنیا نے پاکستان کے اس غیر معمولی سفارتی کردار کی تعریف کی اور عالمی سطح پر پاکستان کا نام روشن ہوا۔ یہ سب اللہ کی نصرت و تائید اور عالم اسباب میں ہماری سیاسی و عسکری قیادت کی محنت کا ثمرہ ہے۔ گلے کے نام پر بننے والے ملک نے دوسروں کے پیچھے نہیں چلنا بلکہ دوسروں کو اسلام کے صراط مستقیم کی طرف لانا ہے۔ گویا

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے ہمارے پاس رقص و سرود، PSL کے نام پر کرکٹ مقابلوں اور دیگر اور فضولیات کے لیے وقت نہیں ہے۔



دعائے مغفرت

☆ حلقہ پٹھوہار کے ناظم ذیلی حلقہ محترم علی اختر اعوان کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0305-8750695

☆ حلقہ اسلام آباد کے سابق ناظم بیت المال محترم ملک ناصر کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8551990

☆ حلقہ پنجاب جنوبی ملتان شمالی کے نقیب محترم محسن افضل کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0304-8082060

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَأَدْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَسْبِنَهُمْ جَسَابًا تَسْتَبْرَأُ

اعتذار

شمارہ نمبر 16 کے سرورق پر سورۃ البقرہ کی آیت غلط پرنٹ ہوئی ہے۔ اس کو پرہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

غلبہ اقامت دین کی جدوجہد کا خدی خواں

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

شمارہ مئی 2026
ذوالحجہ 1447ھ

اجرائے ثانی:
ڈاکٹر اسرار احمد

بیثاق لہو

مشمولات

- ☆ مرحوم (رحمہ): اُمت مسلمہ! اتحاد ہی میں بقا! رضا الحق
- ☆ نذر کہ ہونصرہ: مسلم دنیا کی وحدت شجاع الدین شیخ
- ☆ (روحی سرگز): حقیقت ایمان ڈاکٹر اسرار احمد
- ☆ (ورن فرم): سُوْرَةُ الْبَقْرَةِ (۷) ڈاکٹر اسرار احمد
- ☆ رشید دلہنہ: بیسویں صدی کا ایک عظیم داعی قرآن حافظ طاہر عبداللہ صدیقی ناصر الدین
- ☆ (زور و ما): غرور و (رحمہ): حرف بدرابر لب آوردن خطاست! ایوب بیگ مرزا
- ☆ (روحی نگر): صہیونیت اور ہندوتوا: رانا عرفان علی
- ☆ ایک ہی سگے کے دو رخ

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ رتعاون (امروں تک) 600 روپے

36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501 (042)

0301-1115348 مکتبہ خدام القرآن لاہور

maktaba@tanzeem.org

ہفت روزہ ندائے خلافت میں "ضرورت رشتہ"

کے اشتہار سے متعلق ہدایات

تواعد و ضوابط

- (1) ندائے خلافت میں بنیادی طور پر رفقاء و رفیقہات تنظیم یا ان کے قریبی رشتہ داروں کے "ضرورت رشتہ" کے اشتہار شائع کیے جاتے ہیں۔
- (2) فی اشتہار 500 روپے ہدیہ وصول کیا جائے گا۔ رقم نقد مکتبہ خدام القرآن یا بینک اکاؤنٹ (0062 871003) مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، دینی اسلامک بینک، پیکیو روڈ لاہور کے ذریعے وصول کی جائے گی۔
- (3) رفقاء و رفیقہات کے قریبی رشتہ داروں مثلاً بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی وغیرہ کے ضرورت رشتہ کے لیے بھی یہی اصول اور ریٹ کار فرما ہوگا۔
- (4) ایسے خواتین و حضرات جن کو تنظیم کے ذمہ داران Recommend کریں، کا اشتہار شائع کیا جائے گا۔
- (5) ایسے اشتہارات شائع نہیں کیے جائیں گے جن میں ذات پات کی پابندی یا دیوبندی عہدے یا حیثیت کو شرط بنایا گیا ہو۔ نیز اشتہار میں اس بات کا تذکرہ بھی لازماً ہوگا کہ دینی مزاج کے حامل گھرانے سے رشتہ دار کا ہے۔
- (6) کسی میرج بیورو کا اشتہار شائع نہیں ہوگا۔
- (7) اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

چسکدار صفائی گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی

کم مقدار، زیادہ صفائی

منفرد اور دیرپا خوشبو

رنگوں کی حفاظت

کپڑوں کی حفاظت

جلد کی حفاظت



میرا با اعتماد انتخاب

شاندار صفائی

کم پیسے، زیادہ دھلائی

بھرپور جھاگ، دانگوں کا صفایا

مہکتی خوشبو



JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order

0304 706 1265

jri.com.pk

MULTICAL-1000

Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)



MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM

Takes you away from
Malaise & Fatigue



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Haarat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

YOUR Health
OUR Devotion